یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے حضرات اہل سنت اسکو ملاحظہ نفرمائیں۔

قال الرضا ان کنت باکیا لشیء فابک للحسین

کتاب مستطاب از تالیفات اسوۃ الفقہاء الکرام زبدۃ المجتہدین العظام جناب مولانا السید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر المعروف بہ جناب سید الن صاحب قبلہ مسمی بہ

بکاء الاسلام

حسب ارشاد عالیجناب والا الخطاب سمو المکان گرامی شان جناب نواب دلدار علیخان صاحب بہادر
وباہتمام حکیم سید احمد حسن صاحب لکھنوی ابن حاجی وزائر جناب میر علیجان صاحب قبلہ
۱۳۱۷ھ

در مطبع جعفری واقع گلشن لکھنؤ طبع گردید

یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے حضرات اہلسنت اسکو ملاحظہ نفرمائین۔

قال الرضاؑ ان کنت باکیاً لشیٔ فابک للحسینؑ

کتاب مستطاب از تالیفات اسوۃ الفقہاء الکرام زبدۃ المجتہدین العظام جناب مولانا السید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر المعروف بہ جناب سید الّن صاحب قبلہ مسمی بہ

بناء الاسلام

حسب الارشاد عالیجناب والا خطاب عمدۃ الملک گرامی شان جناب نواب امداد علیخان صاحب بہادر
باہتمام حکیم سید احمد حسن صاحب لکھنوی ابن حاجی زائر جناب میر علیجان صاحب قبلہ

در مطبع جعفری واقع لکھنؤ طبع گردید

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی رفع السمآء بغیر عمد و خفض الغبرآء من دون عمد و مدد و الصلوٰة والسلام
علی النبی المؤید والرسول المسدد المصطفی الامجد المحمود الاحمد صلوات الله وسلامہ
علیہ و آلہ الاعظم الامجد سیما علی اخیہ ووصیہ و وزیرہ و نصیرہ فی غزوات البدر
والاحد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب صلوٰۃ زاکیۃ نامیۃ تامۃ ببقاء النیرین و
دوام الملوین بعد ازین ضمائر صافیہ ارباب بصیرت پر مخفی نرہی کہ از بسکہ حسن بیان
مواعظ جناب قبلہ و کعبہ ملاذ الخواص والعوام معین الاسلام کہف الانام مقتدی
العام فخر المجتہدین سند المتفقہین آیۃ اللہ فی العالمین ملائک مآب سلالۃ الاطیاب
جناب مولانا و مولی الکونین و مقتدانا و مقتدی الخافقین اُستادی جناب سید محمد حسین
صاحب قبلہ ادام اللہ شموس افاداتہم بازغۃ و بدور افاضاتہم طالعۃ اس زمانہ مین
مشہور اطراف عالم و زبان زد تمام امم ہے چنانچہ ہزارہا واقفان صلاح و رشاد و
طالبان صدق و سداد مشتاق استماع کلمات ہدایت مناط جناب معظم شریک
مجالس وعظ ہو کر مستفید ہوئی مگر جو حضرات کہ اکتساب شرف استماع سے ان فوائد جلیلہ

ومقاصد نبیلہ کے ابتک بوجہ عوائق وموانع مجبور رہے اُنکو نہایت حسرت تھی بنابرآن
قطب سماء جلالت مرکز دائرہ نبالت متکی اریکۂ حشمت متوسد وسادہ عظمت محیط
مرکز جلالت وجاہ رفعت ونبالت پناہ زائر مشاہد ائمۂ کرام حاج بیت اللہ الحرام عالیشان
سموالمکان جناب معظمی نواب ولدار علیخان صاحب بہادر دام حشمتہم خلف مغفرت پناہ
رضوان جایگاہ محط مراحم یزدانی موقف مکارم سبحانی جناب الحاج نواب علی خانصاحب
خان بہادر مرحوم طاب اللہ ثراہ وجعل بحبوحۃ الجنان مقرہ ومثواہ رئیس اعظم
حسین آباد ضلع مونگیر نے بتوسط اس عبد ذلیل خادم المرضی احمد حسن رضوی خلف
الزائر الحاج جناب میر علی جانصاحب لکھنوی کی خدمت بابرکت جناب ملائک
مآب مین استدعا اس امر کی کی کہ اگر منجملہ بیان ہدایت نشان جناب کے مجالس متعلقۂ
حدیث بنی الاسلام علی خمسۃ اشیاء جو بطور مصائب وفضائل تحریر ہوے ہین
عنایت فرمائے جائین تو عامۂ خلائق اُنسے مستفید ہون نظر بکمال اختصاص جناب
نواب محتشم الیہ ومزید اصرار عاصی جناب قبلہ نے وہ تقریرین مرحمت کین
اور حقیر نے حسب ایماء نواب صاحب موصوف اس رسالہ بناء الاسلام کو
چھپوادیا تا کافۂ انام اس سے مستفید ہون اور مؤلف وبانی وہتمم کیلئے وجہ
حصول اجر وثواب ہو مگر ازبسکہ بناء آن تقاریر کے مواعظ پر ہی جناب قبلہ وکعبہ
دام ظلہم العالی نے بطریق محققین تحریر نہین فرمائے ہین بلکہ اکثر مقام بعض مجالس
مین بطور اقناعیات ثبت فرمائے ہین اور ازبسکہ طہارت واذان
واقامت مقدمات صلوۃ سے ہین پہلے دو مجلسین بیان
طہارت واذان واقامت مین ہین

مجلس اول تمہید مقدمۂ طہارت

بنی الاسلام علی خمسۃ اشیاء الصلوۃ والصوم والزکوۃ والحج والولایۃ

ازآنجاکہ مقدمات صلوۃ سے طہارت ہی لہذا ضروری کہ قبل بیان صلوۃ وکیفیت صلوۃ کے ماہیت طہارت معرض بیان مین آئے مخفی نرہی کہ طہارت کے دو معنی ہین ایک معنی لغوی اور دوسری معنے شرعی معنے لغوی طہارت کے پاکیزگی ونظافت کے ہین پس ہر عاقل کواس حکم طہارت جلد وثوب مین فکر کرنا چاہیے کہ یہ اشیاء ظاہری ہین اور بمراتب ادون و پست ہین اُن اعضاے باطنی سے جو رئیس وامیر جمیع اعضا کے ہین مثل قلب کے پس جبکہ حقتعالے کو مطلوب ادون وکمتر کی صفائی وپاکیزگی ہی تو پھر اُس عضو باطنی کی کہ جو رئیس اعضا ہی اور کبھی حقتعالی نے اُسکو تشبیہ اپنے گھر سے دی ہے اور کبھی عرش اعظم اُسکو فرمایا ہی طہارت وپاکیزگی معاصی اور حب ماسوی اللہ سے کیونکر مطلوب نہوگی حالانکہ نجاست ذنوب کا اثر بدرجہا نجاسات ظاہریہ اور کثافات مرئیہ سے زیادہ قلب مین ہوتا ہی یہانتک کہ بعض احادیث مین ہے کہ کثرت معاصی سے کبھی قلب اسقدر سیاہ ہوجاتا ہی کہ پھر اُسکو توفیق خیر نہین ہوتی ہی اور صاحب اس قلب کا کیسی ہی عبادت کرے سب ظاہری ہوتی ہی اور درجہ قبول تک نہین پہونچتی چنانچہ تجربہ ومشاہدہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر روسا واہل خدم اپنے خواص وملازمین کو کثیف اور ناصاف دیکھکے اُنسے

متنفر اور اُنکی خدمت سے کارہ ہوتے ہین حالانکہ من جہت الانسانیۃ کوئی شرف وبزرگی مخدوم کو خادم پر نہین ہوتی ہی جیساکہ جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہین ؏

الناس من جهة التمثال اكفاء		ابوهم ادم والام حواء	

پھر ایسا مالک الرقاب کہ جس سے ہمکو کوئی نسبت سوای مملوکیت اور عبودیت کے حاصل نہین ہی اُسکی خدمت مین باوصف کثافات قلبیہ کے کسطرح گمان رضا اور امید نظر رحمت ہو گی حتی کہ بعض روایات مین ہی کہ کثرت معاصی سے سواد قلب اسقدر ترقی کرتا ہی کہ دل اولٹ جاتا ہی اور نظر مین ایسے صاحب قلب منکوس ومعکوس کی بدعتین سنتین معلوم ہوتی ہین اور سنتین بدعتین دکھائی دیتی ہین اُسوقت حقتعالی اُس قلب منکوس ومنحوس پر مہرین ثبت کرتا ہی کہ وہ مانع رحمت والطاف الٰہی ہوتے ہین اور یہ قلب نحس ونجس عرش شیطان اور خوابگاہ اُسکی اور محل استراحت ابلیس ہو جاتا ہی اور ہر امر مین مطیع ومنقاد شیطان ایسا ہوتا ہی کہ جس چیز کا وہ حکم کرتا ہی اُسکی تعمیل بسر وچشم کرتا ہی اور جسکی وہ ممانعت کرتا ہی اُس سے یہ اجتناب واحتراز لازم سمجھتا ہی چنانچہ ایسے ہی لوگ باغواے شیطانی اور باتباع اغوال بیابانی کفر وارتداد کو اسلام وایمان پر مقدم جانتے ہین۔ اور عبادت پر اُن اشیاء کے جو مستحق عبادت نہین کمر ہمت محکم باندھتے ہین۔ یہانتک کہ اپنے ہاتھونسے بتونکو تراشتے ہین اور سامنے اُنکے برسم عبودیت سر خاک ذلت پر جھکاتے ہین اور باوصف اُن معبودان ناحق کے ظہور عجز ونقصان کے اُنکے تعظیم وتکریم واحترام مین بہت مبالغہ کرتے ہین اور کسی طرح اُنکے عیوب پر متنبہ اور ملتفت نہین ہوتے حتی کہ زمان فطرت مین ایک جماعت تھی کہ وہ عبادت

کرتے تھے اور اُس بُت کو میدان مین رکھا تھا ایک روز دو روباہ آئے اور اُن دونون نے اُس بُت پر پیشاب کیا مگر اُن لوگون نے باوصف ایسی مذلت و خواری کے دیکھنے کے بھی اُسکی عبادت سے عدول نکیا مگر ایک شخص نے کہ اُسنے عبادت اُس بُت کی چھوڑ دی اور کہنے لگا ؎ ربٌّ یبول الثعلبان برأسہٖ وقد ذلّ من بالت علیہ ثعالبُ ٭ بلکہ مثل اسکے اسلام مین بھی ہوا ہے کہ لوگون نے عبادت ثور و عجل و بقر کی یعنے متخلفین ثلثہ کو خلیفہ سمجھے اور اُنکو بسبب اپنے فرط جہالت اور شدت بغاوت کے امور دین مین اسد اللہ الغالب علیہ السلام پر مقدم رکھا اور اُنکے اقوال باطلہ کہ جو قطعاً مخالف قول جناب رسالتمآبؐ سے تھے ناسخ شریعت جناب ختم المرسلین سمجھے جیسا کہ حرمت متعہ مین قول خلیفہ ثانی کو نص قرآنی پر مقدم کیا حالانکہ وہ خود معترف اسکا تھا کہ شریعت نبوی مین حکم حلت متعہ کا ہوا تھا اور کہتا تھا متعتان کانتا محللتین فی عہد رسول اللہ متعۃ الحج و متعۃ النسا وانا احرمھما و اعاقب علیھما لکن کیا خوب جواب اسکا ایک شخص نے اہلسنت مین سے دیا ہی جبکہ اُسنے متعہ ایک عورت سے کیا اور اُسکے اہل مذہب نے اُسپر اعتراض کیا اور کہا کہ تونے متعہ کسوجہ سے کیا حالانکہ خلیفہ عمر اُسکو منع کرچکا ہی اُسنے کہا مین نے متعہ نہین کیا مگر اُنھین کے قول کو سنکے اسواسطیکہ وہ خود ہی کہتے تھے متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ صلعم محللتین پس مین نے اول خبر کو اُنکی حدیث سے کہ دو متعہ زمانۂ پیغمبر خدا مین تھے لے لیا اور اُوسکی تصدیق کرتا ہون اور خبر ثانی یعنے یہ قول اُنکا کہ فانا احرمھما و اعاقب علیھما پس مین اسپر عمل نہین کرتا اسواسطیکہ شریعت عہد رسالتمآب صلعم مین تمام و کامل ہوچکی تھی اور بعد اُن جناب کے نزول وحی

موقوف ہوگیا پھر وحی نازل نہین ہوئی نہ عمر پر نہ کسی شخص دیگر پر مین نہین جانتا یہ
حکم حرمت کہانسے آگیا اور خلیفہ نے نسخ شریعت کیونکر کیا اور باعث عمر کے حرام
کرنیکا متعہ کو یہ تھا کہ ایک شب خلیفۂ ثانی نے جناب امیرؑ کو اپنے مکان مین
مہمان بلایا جبکہ کچھ رات گذر گیٔ تو حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ آجکی شب آپ
میرے ہی مکان مین آرام فرمادین جبکہ صبح ہوئی تو عمر نے جناب امیرؑ پر
اعتراض کیا کہ ای علیؑ تم کہتے تھے کہ کسی بندۂ مؤمن کو سزاوار ولایق نہین ہی کہ بی عورت کی شب بسر کرے اگر
اپنے شہر مین ہو اور آپنے آجکی شب بے عورت کے آرام کیا حضرت نے فرمایا کہ تو یہ جانتا ہی کہ مین بے عورت کے رہا
حالانکہ آجکی شب مین نے متعہ تیری بہن سے کیا تھا اُسد نسے اس امر کو وہ اپنے
دل مین لئے رہا یہانتک کہ جب اُسکو قوت وتمکن حاصل ہوا تو اُسنے متعہ کو حرام
کردیا پس جس شخص نے انکی اطاعت اسمین کی تو اُسنے عبادت کی اُنکے احکام مین
جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہی واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ
اسکی تفسیر مین منقول ہی کہ جنکی نسبت حقتعالی نے یہ فرمایا ہی اُن لوگون نے نہ اُنکا
روزہ رکھا تھا نہ اُنکی نماز پڑھی تھی بلکہ اگر احبار ورہبان اُنکو صوم وصلوٰۃ کا حکم
کرتے تو وہ ہرگز اسکو قبول نکرتے لکن اُنھون نے اُنکے واسطے حلال خدا کو
حرام اور حرام خدا کو حلال کردیا اور اُنھون نے اسکو قبول کرلیا اسوجہ سے
حقتعالی نے فرمایا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ
پس سبب ایسے امور کے وقوع کا انسے نہین تھا مگر یہ کہ اُنکے قلوب جو کہ موضع
فیوض ربانیہ اور محل توفیقات سبحانیہ ہین نجاسات ذنوب اور کثافات معاصی سے
منقلب ہوگئے تھے یہی وجہ ہی کہ اس مذاق کے لوگ ہمارے اُوپر تعجب اور طریقۂ

مرضیہ سے تنفر کرتے ہین اور حب اہلبیت پر اعتراضات اور تمسک بحبل متین
عترت طاہرین کے ایرادات کرتے ہین اور اپنے افعال ذمیمہ و قبیحہ اور بدعات
کے استحسان اور اُسکی خوبی پر اصرار کرتے ہین چنانچہ سید نعمت اللہ جزائری نے
تحریر فرمایا ہی کہ مجکو ایک مرتبہ اتفاق سفر سلطان بصرہ کے ہمراہ ہوا سلطان بارادۂ
تفریح ایک مقام پر قریب شط بغداد ٹھہرا مین حسب دستور ایکدن بعد نماز صبح
مشغول تعقیب تھا یہانتک کہ آفتاب طالع ہوا بعد طلوع آفتاب ایک شخص نے
آکے بیان کیا کہ اسوقت تک سلطان نے نماز ادا نہین کے مین نے بعض خواص
سلطان سے سبب دریافت کیا اُسنے بیان کیا کہ امام جماعت اور پیش نماز ابھی غسل
جنابت سے فارغ نہین ہوئے مجکو یہ سنکر تعجب ہوا اور مین نے کہا کہ امام جماعت
شخص مسن و شیخ فانی ہی اُسکو احتلام کیا ہوگا پس وہ شخص یہ سنکے متبسم ہوا اور کہنے لگا
کہ غسل اُسکا احتلام کی وجہ سے نہین بلکہ ایک نوجوان قادر نام جو کہ اُسکا خدمت
گار ہی اُسنے پیشنماز سے لواطہ کیا ہی اور پانی اسوقت تک غسل کیواسطے گرم نہین ہوا ہی
یہ وجہ تاخیر ہی پس جبکہ امام جماعت غسل سے فارغ ہوا خدمت مین سلطان کی حاضر
ہوا اور صفوف جماعت برابر کی گئی اور بعد اقامت کے نماز اس غسل نامشروع
سے شروع کی گئی پس مثل اسکے جن لوگون سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہین سبب
اُسکا وہی نجاست ذنوب و معاصی ہی لہذا اسی پر متنبہ کرنیکے واسطے شارع نے
طہارت کو نجاسات ظاہریہ سے لازم کیا چنانچہ باب خلا مین لکھا ہی کہ جب انسان
قضاے حاجت کرے اُسوقت بھی اپنی حالت پر نظر کرے کہ باطن اُسکا نجاسات
عینیہ سے خالی نہین ہی جیسا کہ سید الموحدین یعسوب الدین امیر المومنین ؑ فرماتے ہین

یابن ادم انی لک والفخر فان اولک جیفۃ واخرک جیفۃ وانت فی دار الدنیا حامل الجیفۃ والنجاسات وقال علیہ السلام ما من عبد الا ولہ ملک موکل یلوی عنقہ حتی ینظر الی حدثہ ثم یقول لہ الملک یا ابن ادم ھذا رزقک فانظر من این اخذتہ والی ما صار اسی وجہ سے اس حال مین مستحب ہی محدث کو کہ کہی اللھم ارزقنی الحلال وجنبنی الحرام بس یہ دعا صاف اسپر دلالت کرتی ہی کہ جبکہ طہارت نجاسات ظاہریہ سے حاصل ہوے تو انسان کو چاہیے کہ طہارت قلبیہ کی کوشش کرے اگر اوریہ اگر خود دشوار ہی تو حق تعالے سے اعانت چاہی اور یہی وجہ ہی کہ حالت تخلی مین مستحب ہی کہ عمامہ کے اوپر مقنعہ ڈالے غرض اس سے اظہار حیا ہی حقتعالے سے کیونکہ متخلی اسوقت مین حالت رذیلہ خسیسہ دنیئہ مین ہی کہ گویا منھ دکھانا اُسکو اس حالت مین شاق ہی خلاصہ یہ کہ جبکہ حقتعالے کو مطلوب اسقدر شرم وحیا نجاسات ظاہریہ مین ہی تو نجاسات باطنیہ اور کثافات قلبیہ کے ساتھ کیونکر شرم وحیا زیادہ مطلوب نہوگی چنانچہ دال اسپر یہ ہی کہ شارع نے ہمکو حکم کیا ہی حالت تخلی مین انحراف کا قبلہ سے اور اس سے صاف اشارہ اسطرف ہی کہ کعبہ چونکہ منسوب ہی ہماری طرف اور ملقب بہ بیت اللہ وخانہ خدا ہی تو اُسکی تعظیم واحترام سدرجہ واجب ولازم ہی کہ حالت بول وبراز مین اُسکا مواجہہ بھی جائز نہین ہی یہانتک کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی من بال حذاء القبلۃ ثم ذکر فانحرف اجلالا للقبلۃ وتعظیما لھا لم یقم من مقعدہ ذلک حتی یغفر لہ اسی جگہ سی بطور قیاس اولویت یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ جبکہ حقسبحانہ تعالے اپنے بیت حسی اور خانۂ ظاہری کہ جو مرکب چوب وسنگ وغیرہ سے ہی اُسکے مقابلہ پر ایسے نجاسات سے

راضی نہین ہی تو جو شی کہ بمفاد حدیث قدسی لمو یسعنی سمآئی ولا ارضی ولا عرشی
ولا کرسیی ولکن وسعنی قلب عبدی المؤمن اجل واعظم عرش وکرسی سے ہی
اور بیت معنوی اور خانہ اطنی خدا کا ہی اُسکے غبار معاصی وکثافات ذنوب سے مملو رکھنے
پر بدرجہ اولی راضی نہو گا پس اگر بنظر غائر دیکھا جاے تو اسی جگہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی
کہ اول طاعات وعمدہ خدمات عبید و اما یہ ہی کہ اولاً اُسکے مکان کو ایسا درست
و آراستہ کرین کہ لایق اُسکے جلوہ کے ہو پھر اُسکے سامنے اور خدمتون کے واسطے
حاضر ہون دوسرے طہارت شرعیہ اور وہ استعمال طہور مشروط بہ نیت ہی اور مراد طہور سے
آب وتراب ہین لکن آب پس دلیل اُسکی طہارت کی یہ ہی کہ حق تعالی قرآن مین فرماتا ہے
اِنّا انزلنا مِنَ السّمآءِ مآءً طَهُورًا اس آیہ وافی ہدایہ سے استدلال مین دو اشکال ہین
اول یہ کہ کوئی پانی آسمان سے نازل نہین ہوتا ہی اسواسطیکہ اکثر میاہ ابر سے برستے ہین اور
تکون ابر کرہ زمہریر مین ہوتا ہی اور وہ ایک طبقہ ہی طبقات ہوا سے اور آسمان سے
پست ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مراد سما سے یہان جہت علو ہی مطلقا اور وہ آب باران
پر صادق ہی اشکال ثانی یہ ہی کہ ہر پانی آسمانی نہین ہی مثل آب چاہ و دریا کے پس اگر
طہوریت ثابت ہوگی تو آب باران کی نہ طہوریت ہر پانی کی جواب اسکا یہ ہی کہ اصل
ہر پانی کی ابر سے ہی اسواسطے کہ حکمت یونانیہ مین ثابت ہوا ہی کہ آب چاہ و چشمہ غالباً
اُسی پانی سے ہی جو کہ زمین آب باران کو جذب کرتی ہی اگرچہ علی سبیل الندرۃ بخارات
محتبسہ فی الارض بھی منقلب پانی کیطرف ہو جاتے ہین اور مٹی کے طاہر و مطہر ہونیکی
دلیل یہ ہی کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ
مَسْجِدًا وَطَهُورًا بہرکیف طہارت شرعیہ استعمال آب وتراب مشروط بہ نیت ہے

اور وہ منقسم طرف وضو و غسل و تیمم کے ہی اور ہر ایک کے واسطے انمین سے اسرار مکتومہ اور مکنونات خفیہ ہین کہ یہ سب اشارہ انھین مطلوبات کیطرف ہی اور وہ بانسبت اسکے اصل و لُب و جوہر و اسطقس کے ہین اور ہر ایک کے واسطے انمین سے غرض و غایات واجبہ و مستحبہ ہین کہ آگے بیان ہونگے ابھی اسرار و ارواح طہارت بیان ہوتی ہین سر خفی وضومین اور مقصود شارع اُن اعضا و اطراف ظاہرہ کے دھونے سے یہ ہی کہ اکثر یہ اعضا مباشر و ملوث کثافات امور دنیویہ سے رہتے ہین کہ جن پر اطلاع خلق کو ہوتی ہی پس طہارت اُن اعضا کی کہ جن پر مطلع فقط خالق ہی بطریق اولی ضرور ہی جیساکہ فرمایا حضرت نے کہ حقتعالے تمھاری صورت اور ظاہر پر نظر نہین کرتا بلکہ نظر اوسکی تمھارے دلون پر ہی کہ وہ حاکم ہی اور یہ اعضا و جوارح محکوم و تابع ہین لہذا وضومین جو مُنھ دھونے کا حکم ہی اس سے اشارہ اسطرف ہی کہ وجہ قلب کو جسکے ساتھ تم توجہ حقتعالے کیطرف کرتے ہو آلایش دنیا سے پاک کرو یا غسل رو سے وضومین اشارہ اسطرف ہی کہ ہمارے سامنے حاضر ہونیکی آبرو پیدا کرو مگر چونکہ بدون اُسکی تائید و توفیق کے یہ مرتبۂ عظیم حاصل نہین ہو سکتا ہی اسی وجہ سے مستحب ہی کہ بر وقت غسل وجہ کے یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ فِیْہِ الْوُجُوْہُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ فِیْہِ الْوُجُوْہُ پس اس سے بھی مقصود یہی ہی کہ خداوند امین نے تیرے حکم سے دنیا مین منھ آب دنیا سے صاف کیا تو مجکو توفیق ایسے امور کی دے کہ جسکی وجہ سے تیرے سامنے اُسدن روسفید ہون جسروز کتنے ہی مُنھ خجلت زدہ اور سیاہ ہونگے پھر حکم کیا غسل یدین کا اسوجہ سے کہ انسان انھین ہاتھون سے زخارف دنیا حاصل کرتا ہی پس اس سے بھی اشارہ اسطرف ہی کہ آلایش دنیا ہی ہاتھون کو

صاف کرو ورنہ ان ہاتھون سے کوئی خدمت قبول نہوگی اور نعمات الٰہی و فواکہ
بہشتی سے محروم رہینگے اور نامہ عمل تمہارا داہنے ہاتھہ مین نہ دیا جائیگا اور یہ از بسکہ
امر عظیم و دشوار ہی اور تائید اُسکے شامل وو رکار ہی اسی وجہ سے شریعت مین مستحب ہے
وقت داہنے ہاتھہ دھونے کے یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَلَا
تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ الخ بعد ازین حکم کیا مسح کا اسمین اشارہ اسطرف ہی کہ تم فکر معاش
مین سرگرم اور طلب دنیا مین خاک بسر پھرتے ہو اور ہمسے اور دنیا سے اُون بعید ہے
چنانچہ شاعر کہتا ہی ؎ ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دون ✤ این خیال ست
محال ست و جنون ✤ پس جبتک کہ یہ سر غبار دنیا سے پاک و صاف نہ کئے جائین اُسوقت
تک تم ہمارے ایسے خدمات جلیلہ سے سرفراز و ممتاز ہونیکے قابل نہین بعد اسکے
مسح رجلین کا حکم ہوا اس سے اشارہ اسطرف ہی کہ انھین دونون پاؤن سے سعی
و کوشش تحصیل دنیاے دنیہ مین غبار آلود رہتے ہین جبتک کہ پاک و صاف
نہونگے اُسوقت تک اسکے قابل نہین کہ مقام عبودیت و محل خدمت تک پہونچین
کما قال مولانا امیر المومنین علیہ السلام لا یجوز صلوۃ امرء حتی تطہر خمس جوارح
الوجہ والیدین والراس والرجلین والقلب بالتوبۃ وفی الروایات ان جماعۃ
من الیہود سالوا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لای علۃ یتوضی ھذہ الجوارح
الاربع وھی الطف المواضع فی الجسد فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسوس
الشیطان الی ادم فدنا من الشجرۃ فنظر الیھا فذہب ماء وجہہ ثم قال ومشی
الیھا وھی اول قدم مشت الی خطیئۃ اللہ ثم تناول بیدہ منھا ما علیھا فاکل
فطار الحلی والحلل عن جسدہ فوضع ادم یدہ علی ام راسہ فلما تاب اللہ

عز وجل فرض علیہ وعلی ذریتہ تطہیر ھذہ الجوارح الاربع فامرہ اللہ عز وجل
غسل الوجہ لما نظر الی الشجرۃ وامرہ بغسل الیدین الی المرفقین لما تناول بہما
وامرنا بمسح الراس لما وضع یدہ علی ام راسہ وامرہ بمسح القدمین لما مشے
الی الخطیئۃ فکما ان غسل الجوارح کان کفارۃ ذنب آدم علیہ السلام
فکذلک کفارۃ لنا ایضاً دوسرے غسل ہے اور اسکی دو قسمین ہین ترتیبی وارتماسی
ترتیبی وہ ہے کہ جسمین سر وگردن جدا دھوئے جاوین اور داھنی جانب جدا اور بائین
جانب جدا اور ارتماسی بعد نیت دفعۃً پانی مین ڈوب جانیکو کہتے ہین اور ہر ایک
ان مین سے واجب ومستحب ہین اور اغراض وغایات مشترکہ اس طہارت کو نجاسات
وکثافات ظاہریہ سے ہین اور مقصود اصلی یہ ہے کہ جسطرح تمام بدن کو تم کثافات ظاہریہ سے
دربار سلاطین مین جانیکے واسطے پاک کرتے ہو پس حضوری مین ہمارے سامنے
نظافت وپاکیزگی بدرجہ اولی درکار ہے یہی وجہ ہے کہ انسان پر بعض حالات مین واسطے
اداے خدمات کے مثل نماز طواف وغیرہ کے غسل واجب ہے اور یہ سب اشارہ
اس جانب ہے کہ جسطرح ظاہر جسد کو نجاسات وکثافات سے پاک کرتے ہو اسیطرح
باطن کو حب ماسوی اللہ سے پاک کرو تاکہ اس خدمت کے مالک کی نظر مین وقعت
ہو اور درجہ قبول پر فائز ہو اور جبکہ یہ معلوم ہوا کہ اسقدر صفائی فقط اداے خدمت
ووظیفہ طاعت کیواسطے ضرور تھی تو یہ بھی ضرور ظاہر ہو گیا کہ شرف حضوری اور
باریابی دربار کیواسطے اس سے زیادہ اہتمام وآراستگی لازم ہوگی چنانچہ
اسی وجہ سے بعد موت کہ لقاء اللہ ہے ایک غسل پر اکتفا نہین بلکہ تین غسل واجب
ہوتے ہین اول غسل آب صدر کا واسطے مزید صفائی کے دوسرے غسل

آب معطر بکافور کا تیسرے آب خالص کا مگر شہیدان راہ خدا کہ وہ قلب کو حب ماسوی اللہ پاک کرتے ہین اور اُسکی راہ رضا مین خون دل سے نہاتے ہین نہ ضرورت غسل و تبدیل لباس ہی اور نہ حاجت خوشبوئی عطر کافور ہی جیسا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے وقت تقسیم کافور بہشت کے امام حسینؑ سے مضمون اس شعر کا فرمایا ؎

جان من غمگین مشو روز شہادت یاد دور نیست	کشتۂ راہ خدا را حاجت کافور نیست

یہ حکم ہر شہید کا ہی کہ اپنے خون سے نہانا غسل میت سے کافی ہوتا ہی مگر امام حسینؑ نے باوصف اسکے شب و روز عاشورا کوئی قسم طہارت قلبیہ اور بدنیہ کی اوٹھا نہ رکھی طہارت قلبی و معنوی بھی کی اور طہارت صوری ظاہری بھی بجا لائے بلکہ طہارت ظاہری کی ایک فرد پر اکتفا نفرمائی اگر وضو کیا تو ساتھی اُسکے غسل بھی کیا اور پھر اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ تیمم بھی فرمایا جیسا کہ روایات مین ہی کہ شب عاشور حضرت نے غسل پانی سے کیا چونکہ شریعت من وضو و غسل علاوہ نماز کے اور بھی اغراض و غایات کیواسطے ہو سکتے ہین مثل سعی حاجت مومن کے خواہ اپنی حاجت ہو خواہ غیر کی اور مثل نوم وغیرہ کے پس احتمال ہی کہ حضرت کو مقصود شب عاشورا کے غسل و وضو سے سعی اپنی حاجتون مین ہو اول حاجت یہ تھی کہ حضرت نے عمر سعد سے فرمایا کہ تو چھوڑ دے کہ مین جہان سے آیا ہون وہین واپس جاؤن دوسرے یہ کہ اگر یہ بھی منظور نہین تو اسکی اجازت دے کہ مین کسی شہر مین بلاد ہند و عجم کے چلا جاؤن اور وہان مثل رعایا اور احاد ناس کے بسر کرون جو اُنکا حال ہو وہ میرا حال ہو تیسرے یہ کہ مجکو اسیطرح یزید کے سامنے لیچل اور اُسکے ہاتھہ مین میرا ہاتھہ دیدے پھر اُسکو اختیار ہی میرے بارے مین جو مناسب جانے وہ حکم دے بلکہ درحقیقت یہ حاجتین حضرت کی نہ تھین اسواسطیکہ حضرت وقت

وداع مرقد منور جناب رسالتمآبؐ سے عرض کرچکے تھے کہ نانا جان آپ مجکو اپنی قبر مین لے لیجیے ولاحاجة لی فی الرجوع الی الدنیا پس یہ حاجتین نہ تھین مگر اہلبیتؑ کی کہ وہ بعد حضرت کے بے والی و بے حامی و سرپرست رہجاتے بلکہ یہ حاجتین کافۂ مومنین کی تھین کیونکہ ہمین تو بعد حضرت کے بے امام و آقا کے ہوگئے اور درحقیقت غلامونکی بڑی ذلت ہی کہ آقا اُنکا اُنکے سر سے اُٹھ جائے جیساکہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام راہ شام مین فرماتے تھے ؎ اُقَادُ ذلیلاً فی دمشق کانّنی من الزنج عبدٌ غاب عنہ نصیرٗ ÷ اور صبح عاشورا تو ہر قسم کی طہارت اور اسرار وضو و غسل بجالائے سر طہارت یہ کہ اولاً قلب حق آگاہ کو حب ماسوے اللہ سے پاک کیا اور اسی وضوے باطنی کے ساتھ وضوی صوری کے لیئے ابتدا غسل وجہ سے اسطرح کی کہ کبھی اپنے خون دسے اور کبھی علیؑ اصغر کے خون گلو سے مُنھ دہویا اور غسل یدین تو ایسا کیا کہ دنیا و مافیہا سے ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر اس وضو پر اکتفا نکی بلکہ غسل بھی کیا اور غسل کی دونون قسمین بجالاے غسل ارتماسے دریاے خون مین ڈوب کے کیا اور پھر فرد افضل غسل کی کہ غسل ترتیبی ہی وہ بھی بجالاے ابتدا اس غسل کی یعنے سر و گردن دھونے کا وقت وہ تھا کہ جب حضرت لڑتے لڑتے ضعیف ہوگئے تو مالک ابن بشیر نے ایک تلوار سر اطہر پر لگائی کہ اُس زخم کے خون سے سر و گردن تر ہوگئی پھر داہنے اور بائین جانب کو کبھی شانیکے خون سے اور کبھی پسلیون کے خون سے دھویا اگرچہ اس غسل و وضو خاص روز عاشورا مین بھی بہت سے اغراض و غایات کا احتمال ہی مگر منجملہ اُن غایات کے دو غایتین یہ ہین ایک وضو و غسل شریعت مین واسطے نوم کے ہوتا ہی پس احتمال یہ ہی کہ اس غسل و وضو سے غرض حضرت کی یہ تھی

کہ نوم علی وجہ الکمال ہو چنانچہ بعد اسکے حضرت نے ایسا آرام کیا کہ اب قیامت کو
بیدار ہونگے دوسری غایت سعی حاجت مومن کیواسطے اور یہ غایت یہان
چونکہ اصعب غایات اور سعی اسمین اہم ضروریات ہی لہذا حضرت نے غسل بھی اسکے
واسطے ایسے ہی اہتمام بلیغ سے کیا اور وہ عمدہ غایات یہ ہی کہ پیش خدا سعی ہماری
مغفرت کی روز قیامت کرین - پھر حضرت نے ان دو طہارتون پر اکتفا نہین کی بلکہ
تیمم بھی کیا اور تیمم اسطرح پر کیا کہ سابقین اور لاحقین مین سے نہ کسی نے کیا ہی نہ کوئی
کریگا اور نہ کسی کو اسطرح کی کوشش کا حکم ہوا اور نہو گا اسوجہ سے کہ شرع مین زمین ہموار مین
دو تیر کے پلہ تک تلاش آب مین جانے کا حکم ہی اور زمین ناہموار مین ایک تیر کے
پلہ تک جانے کا حکم ہی حضرت نے یہ کوشش کی کہ پانچ ہزار تیرون کی بوچھار مین
فقط پانیکے واسطے گئے اور کچھ خوف جان نکیا دوسرے یہ کہ جہان قیمت آب ابرو ہو
وہان تحصیل آب واجب نہین اور وضو ساقط ہی مگر حضرت نے اسکی راہ مین آبرو کا بھی
کچھ پاس نکیا اور بنا بر فضیلت طہارت مائیہ کے ترابیہ سے کیسے کیسے ذلیل
وناکسون سے سوال آب کیا جیسا کہ ان اشعار مشہورہ مین ہے ع

اَیَا سَاکِنِی شَامٍ وَیَا اَہْلَ کُوفَۃٍ	فَہَلْ ہٰکَذَا اَوْصَی النَّبِیُّ الْمُکَرَّمُ
اَشْرَبْتُمُوا مَاءَ الْفُرَاتِ خُیُولَکُمْ	وَاَوْلَادُ طٰہٰ لِلصَّلٰوۃِ تَیَمَّمُ

پس ان اشعار سے صاف ظاہر ہی کہ حضرت کو شوق عبادت اور ذوق طاعت ایسا تھا
کہ لذت وضو کرکے نماز پڑھنے کی حضرت کے مذاق مین پانیکے پینے سے بہتر تھی اسیوجہ
سے حضرت نے پہلے پیاس کے شکایت نہین کی اور اسی کا تاسف ظاہر کیا کہ تم پانی
کو ایسے مقامون پر صرف کرتے ہو اور ہم وضو نہین کرسکتے جب اسپر بھی پانی نہلا حضرت نے

دوم مرتبہ تیمم کیا ایک نماز ظہر کے واسطے اور یہ تیمم بطریقہ متعارف کیا تھا دوسرے طاعت
آخری کیواسطے اور یہ تیمم حضرت کا ایسا تھا کہ سابق مین نہ کسی کو ایسے تیمم کی تکلیف
دی گئی نہ لاحق مین دیجائیگی اسوجہ سے کہ شریعت مین معذور کے لئے اتناہی حکم ہی
کہ اگر ہاتھ پیشانی تک نہ پہنچ سکے تو پیشانی خاک پر رکھے اور حضرت نے ایسے وقت مین
تیمم کیا کہ ہاتھ حضرت کے ضربتون سے ذرعہ ابن شریک کے بیکار ہو چکے تھے حضرت نے
سر اپنا مسح جبین کے واسطے خاک کربلا پر رکھدیا مجکو تعجب ہی کہ حضرت نے جب تیمم کیواسطے
سر اپنا خاک پر جھکایا ہی اُسوقت تو حضرت چت لیٹے تھے قوت کروٹ بدلنے کی نہ تھی
پھر کیونکر سر حضرت کا خاک پر پہونچا مگر ظاہر یہ ہی کہ اعانت شمر کی اسمین ہوئی مگر یہ
کیا وقت عبرت ہی کہ جسکے بارے مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی ہو اُسکے
بدن اطہر مین شمر سا نحس و نجس ہاتھ لگانا عار سمجھے کما فی الروایات
فرفس بر جلہ اور سر اطہر حضرت کا خاک تک پہونچا یہ سر خاک تیمم پر
ایسا جھکا کہ تا قیامت اُٹھنا نصیب نہوا نہین ایسا نہین ہی بلکہ
حضرت نے خاک تیمم سے سر اُٹھایا
اور وہی وقت قیامت تھا کہ آفتاب
امامت نیزہ پر آگیا تھا اور آفتاب
عالمتاب نے دستار زرین سر سے
اوتار کے پھینک دی تھی

روزیکہ شد بہ نیزہ سر آن بزرگوار
خورشید سر برہنہ بر آمد ز کوہسار

مجلس دوم در اذان و اقامت

مقدمہ ثانیہ بیان اذان مین معنی اذان کے دو ہین ایک لغوی اور دوسرے شرعی لیکن معنی لغوی ففی القاموس اذن بالشئ کمنع اذنا واذانا اذا علم به وقوله تعالے فأذنوا بحرب ای کونوا علی علم واذن تأذینا اکثر الاعلام به وفی مجمع البحرین وقوله تعالے فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله ای اعلموا بها من اذن بالشئ اذا علم به وقرئ فاذنوا بحرب من الله ورسوله ای اعلموا غیرکم والحرب من الله النار ومن الرسول القتال بلکہ اطلاق اذان اور بھی عبادات کی ندا پر ہوتا ہی کما قال الله الجلیل مخاطبا بابراهیم الخلیل اذن للناس فی الحج یاتوك رجالا وعلی کل ضامر من کل فج عمیق بلکہ مطلق ندا مین بھی استعمال اسکا قرآن مجید مین آیا ہی مثل قول حقتعالی ثم اذن مؤذن ایتها العیر انکم لسارقون - ای ثم نادی منادو فی تذکرة العلامة الاذان لغة الاعلام وشرعا الاعلام باوقات الصلوة بالفاظ مخصوصة وهو عند اهل البیت مستفاد من الوحی علی لسان جبرئیل تلقینا وفی جواهر المقدمة السابعة فی الاذان والاقامة الاذان لغة الاعلام وان فسر بالنداء المستلزم له وشرعا الاقوال المخصوصة وهی وحی من الله بضرورة من مذهبنا ولقول الصادق لما هبط جبرئیل بالاذان علی رسول الله

كان راسه في حجر علي فاذن جبرئيل واقام فلما انتبه رسول الله قال يا علي سمعت
قال نعم قال حفظته قال نعم قال ادع بلالاً فعلّمه فدعا علي بلالاً واطبق الجمهور
على ان محمّد بن عبد الله بن زيد بن عبد ربه قال حدثني عبد الله بن زيد
قال لمّا امر رسول الله بالناقوس يعمل ليضرب به ليجتمع الناس للصلوة وطاف بي
وانا نائم رجل يحمل ناقوساً في يده قلت يا عبد الله اتبيع الناقوس قال وما تصنع
قلت ندعو به الى الصلوة قال افلا ادلك على ما هو خير من ذلك فقلت له
بلى فقال يقول الله اكبر الى آخر الاذان ثم استاخر عني غير بعيد ثم قال يقول
اذا قمت الى الصلوة قل الله اكبر الى آخر الاقامة فلما اصبحت اتيت رسول
الله فاخبرته بما رأيت فقال انها رؤيا حق ان شاء الله فقم مع بلال فالق عليه
ما رايت فليؤذن به فانه اندى منك صوتاً فقمت مع بلال فجعلت القيه
عليه ويؤذن وهذا الحديث مدفوع من وجوه الاول اختلاف الرواية
فيه فان بعضهم روى عن عبد الله بن زيد لمّا امره النبيّ بتعليم بلال قال
ائذن لي حتى اؤذن مرة فاكون اوّل من اذن في الاسلام فاذن له فاذن
الثاني ان شهادة المرء لنفسه غير مسموع وهذا منصب جليل لا يسمع قوله
عن نفسه فيه الثالث انه كيف يصح ان يامر النبيّ بالناقوس مع انه صلى الله
عليه واله نسخ شريعة عيسىٰ الرابع انه كيف امر بالناقوس ثم رجع عنه فان كان
الامر به مصلحة استحال نسخه قبل فعله والا استحال امره به الخامس انه اذا
كان الامر بالناقوس بالوحي لم يكن له تغير الا بالوحي مثله وان كان
الاذان بوحي فهو المطلوب والا لزم الخطاء وان لم يكن الامر بالوحي بالناقوس كان

منافیا لقولہ تعالی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی السادس انہ
کیف یصح اسناد ھذہ العبادۃ الشریفۃ العامۃ البلوی المؤبدۃ
الموضوعۃ علامۃ علی اشرف العبادات واھمھا الی افھام من یجوز علیھم
الغلط السابع ان اھل البیت علیھم السلام اعرف بمواقع الوحی
والتنزیل وقد نصوا علی انہ بوحی وقد قال الباقرؑ لما اسری برسول اللہ
وبلغ البیت المعمور حضرت الصلوٰۃ واذن جبرئیل واقام فتقدم رسول اللہ
فصف الملائکۃ والنبیون خلف رسول اللہ وبمثل ھذا الذی تعبد بہ
الملائکۃ یستحیل اسنادہ الی اجتھاد الذی یجوزونہ علیہ ھؤلاء
الثامن انہ قال عقیل ان الشیعۃ اجمعت علی ان الصادق لعن قوما
زعموا ان النبی اخذ الاذان من عبد اللہ ابن زید وقال علیہ السلام
تنزل الوحی علی نبیکم فتزعمون ان النبی اخذ الاذان عن عبد اللہ بن
زید اور جب یہ ثابت ہوا کہ اذان بوحی وتنزیل ہی اور عبادت ہی اور عبادات
توقیفی ہوتی ہین تو کمی وزیادتی اسمین قدر منقول سے جائز نہین ہی پس تثویب یعنی
قول الصلوٰۃ خیر من النوم بعوض حی علی خیر العمل ہمارے یہان کہنا بدعت ہی
بل قال الشافعی فی الجدید لان عبد اللہ ابن زید لم یحکہ فی اذانہ
واھل البیت علیھم السلام لما حکوا اذان الملک لم یذکروہ بلکہ سیوطی نے
تاریخ الخلفا مین تصریح اسکی کی ہی کہ الصلوٰۃ خیر من النوم کا بڑھانا اذان صبح مین اور
حی علی خیر العمل کا گھٹانا بدعات خلیفہ ثانی سے ہی اور خلیفہ ثانی کو کوئی وجہ حی علی خیر العمل
کے ترک کی نہ تھی مگر یہ کہ خیر عمل سے مراد ولایت اور اطاعت امیر المومنین اور

حسن سلوک اُنکی اولاد سے ہی اور اذان کی دو قسمین ہین اول وہ کہ جس سے مقصود
فقط اعلام وقت نماز ہو اور نماز کا اُسکے ساتھہ ارادہ نہو اور یہ اذان جائز نہین قبل
از دخول وقت مگر ماہ رمضان مین اذان صبح مین اجازت دی گئی ہی قبل از دخول
وقت کہنی کی لیکن بعد دخول وقت دوبارہ کہنا مستحب ہی دوسرے اذان واسطے
نماز یومیہ کے اور اسمین دو چیزین مقصود ہین ایک اعلام بدخول وقت
دوسرے نماز کا واقع ہونا علی وجہ الکمال لیکن اسمین اختلاف ہی کہ اذان واجب ہے
یا مستحب اشہر و اظہر استحباب ہی لیکن جناب سید مرتضےٰ علم الہدیٰ سے
منقول ہی کتاب جمل مین کہ فتوی وجوب اذان و اقامت کا نماز صبح اور مغرب مین
ہر عورت و مرد کیواسطے خواہ سفر ہو خواہ حضر دیا ہی اور مردون پر خاصۃً ہر جماعت
مین سفراً و حضراً واجب کیا ہی اور وجوب اقامت کے خاصۃً ہر نماز پنجگانہ مین مردون پر
منفرداً یا جماعت مین قائل ہوے ہین اور ابن عقیل عمانی نے اس قول سے
بھی ترقی کی ہی اور فرمایا اگر عمداً ترک کرے مغرب و صبح مین تو نماز اُسکی باطل ہی
اور اگر اقامت کہے اور اذان کو ترک کرے تو کافی ہی اور اگر اذان کہے اور اقامت
کو ترک کرے تو کافی نہوگی اور ابن جنید اسکافی اذان و اقامت کو مردون پر
صبح و مغرب جمعہ مین واجب جانتے ہین اور اقامت کو اور نمازون
مین کافی جانتے ہین مگر حق یہ ہے کہ قول بوجوب خلاف
شہرت و اجماع ہی اور جو روایت مشعر بوجوب ہی وہ محمول استحباب موکد پر
ہی لیکن نماز صبح و مغرب مین تاکید زیادہ ہی اور علتین وجوب یا استحباب اذان کی
بہت ہین چنانچہ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی انہ قال انما امر الناس

بالاذان لعلل کثیرة منها ان یکون تذکیرًا للناس وتنبیها للغافل وتعریفا لمن جهل الوقت واشتغل عنه ویکون الموذن بذلک داعیا الی عبادة الخالق ومرغبا فیها مقرا له بالتوحید مجاهرا بالایمان معلنا بالاسلام وانما یقال الموذن لانه یوذن بالاذان بالصلوٰة وانما بدء فیه بالتکبیر وختم بالتهلیل لان الله عزوجل اراد ان یکون الابتداء بذکره واسمه واسم الله فی التکبیر فی اول الحرف وفی التهلیل فی آخره وانما جعل مثنی مثنی لیکون مکررًا له فی اذان المستمعین موکدًا علیهم ان سهی احد عن الاول لم یسه عن الثانی ولان الصلوٰة رکعتان رکعتان فلذلک جعل الاذان مثنی مثنی وجعل التکبیر فی اول الاذان اربعا لان اول الاذان یبدأ علی غفلة ولیس فیه کلام ینبه المستمع له فجعل الاولیان تنبیها للمستمعین لما بعده فی الاذان وجعل بعد التکبیر الشهادتان لان اول الایمان هو التوحید والاقرار لله بالوحدانیة والثانی الاقرار للرسول بالرسالة وان طاعتهما ومعرفتهما مقرونتان ولان اصل الایمان انما هو الشهادتان فجعل شهادتین شهادتین کما جعل فی سائر الحقوق شاهدان فاذا اقر العبد لله عزوجل بالوحدانیة واقر للرسول بالرسالة فقد اقر بجملة الایمان لان اصل الایمان انما هو بالله ورسوله وانما جعل بعد الشهادتین الدعاء الی الصلوٰة لان الاذان انما هو نداء الی الصلوٰة وفی وسط الاذان دعاء الی الفلاح والی خیر العمل وجعل ختم الکلام باسمه کما فتح باسمه روی انه سئل عن النبی ما الحکمة فی انه جعل للصلوٰة الاذان وانلم یجعل لسائر العبادات اذان او دعاء

قال ان الصلوة شبیهة باحوال یوم القیمة فالاذان بالنفخة الاولی والاقامة الثانیة کما قال الله
تعالے فاستمع یوم ینادی المنادی من مکان قریب پس انہین اسباب و
علل سے حث و ترغیب شریعت مین اذان واقامت کی کی گئی چنانچہ فرمایا امام
جعفر صادقؑ نے کہ اگر اذان واقامت کہکے نماز پڑھے تو پشت سر تیرے دو صفین
ملائکہ کی نماز پڑھینگے کہ ایک سرا اُسکا مشرق تک ہوگا اور دوسرا سرا مغرب تک
وفی الفقیه المؤذن یغفر له بمد صوته وبمد بصره فی السماء قال بعض العلماء
یحتمل ان یکون المراد ان هذه المسافة لو کانت مملوة ذنوبا
لغفرت له وهذه انسب علی تقدیر تجسم الاعمال ومع عدمه یحتمل بعیداً
ان یغفر له لاجله ذنوب من ملاء هذه المسافة شاید کہ بعضے موذنین اہلسنت
نے اس حدیث کو سنا تھا مگر معنون مین اُسکے تامل نکیا اور اُسنے اذان کہی اور دوڑا
ایک شخص نے کہا این فقال احب ان اسمع اذانی این بلغ وقال رسول الله
من اذن سبع سنین محتسبا جاء یوم القیمة لا ذنب علیه ثم قال
قال رسول الله من اذن سنة فی مصر من الامصار المسلمین وجبت له الجنة
یہ ثواب اذان ہی اور مثل اسکے ثواب گریہ مصائب امام حسین علیہ السلام ہی
کیونکہ گریہ اُنکی مصیبت پر خیر عمل ہی اسوجہ سے کہ حسن سلوک ہی اہلبیت سے
اور ادائے حق ہی اور اجر رسالت اسواسطیکہ مودت فی القربے ہی
بلکہ احسان ہی جناب سیدہ پر بلکہ احسان ہی رسولخدا پر بلکہ ثواب گریہ ثواب اذان
سے بمدارج زیادہ ہی اسوجہ سے کہ ثواب اذان وجوب جنت ہی مگر جبکہ ایک سال
کامل اذان کہی اور امام حسینؑ کے بکا مین اُسیوقت وجوب جنت ہوجاتا ہےکہ تباکی

اور تشبتہ گریہ کنندہ سے بھی فوراً وجوب جنت ہوجاتا ہی اور موقوف سال پر نہین ہنا
جیساکہ حدیث مین ہی من بکی علی الحسین او ابکی او تباکی وجبت لہ الجنۃ
اور دوسری فضیلت اذان مین جناب رسالتمآبؐ سے منقول ہی کہ جو شخص اذان کہے
اور سوا رضاے الٰہی کے اور کچھ مقصود نہو تو حقتعالے اُسکو ثواب چالیس ہزار
شہیدون کا اور چالیس ہزار صدیقون کا عطا کرتا ہی اور اُسکی شفاعت سے چالیس
ہزار گناہگار بخشے جائینگے اور داخل بہشت ہونگے پس جبکہ موذن با معرفت کہے
اشہد ان لا الہ الا اللہ اُسکے حق مین استغفار کرتے ہین ستر ہزار فرشتے اور وہ
روز قیامت سایۂ عرش الٰہی مین رہیگا اگرچہ موذن کا یہ شرف ہی کہ روز قیامت سایہ عرش
الٰہی مین رہیگا مگر باکی کا شرف کہان اسواسطیکہ باکی کے باری مین ہی کہ زیر سایہ عرش الٰہی
ہوگا اور شرف اندوز صحبت امام حسینؑ ہوگا وعن الصادقؑ ما من عبد یحشر الا
وعیناہ باکیۃ الا الباکین علی جدی الحسینؑ فانہم یحشرون وعیونہم
قریرۃ والبشارۃ تلقاہم والسرور علی وجوہہم والخلق یعرضون وہم
حداث الحسینؑ تحت العرش وفی ظل العرش لا یخافون سوء الحساب یقال
لہم ادخلوا الجنۃ فیابون ویختارون مجلسہ وحدیثہ وان الحور لترسل
الیہم انا قد اشتقنا کم مع الولدان المخلدین فما یرفعون رؤسہم لما یرون
فی مجلسہم من السرور والکرامۃ بلکہ اس سے بھی زیادہ شرف و بزرگی باکی کی
قول جناب رسالتمآبؐ سے ثابت ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے من بکی علی مصاب
الحسینؑ او تذکرا وجلس فی مجلس او خدم اہل العزاء فکانہ زارنی علی
العرش اربعین مرۃ مع علی بن ابیطالبؑ تو گویا باکی کو مرتبہ معراج کا حاصل ہوتا ہی

نہ ایک مرتبہ بلکہ چالیس مرتبہ اور ثواب گریہ امام حسینؑ ثواب اذان سے اسوجہ سے
زائد ہی کہ امام حسینؑ نے حق اذان ادا کیا کس حالت مین اور کیسے وقت مین اور
کیسے ضیق وقت و قلت فرصت مین اذان بکل معانیہ و مفاہیمہ و بجمیع طرقہ
و انحاءہ و لبظاہرہ و بشبہ و بنحو حقیقتہ کہی پس اذان حضرت نے اعلام وقت کیواسطے بھی کہی اور
اذان حضرت نے تکمیل ثواب نماز کے واسطے بھی کہی اور اذان حضرت نے
تنبہ و تہیاء نماز کیواسطے بھی کہی چنانچہ لکھا ہی کہ بعد نماز صبح جب وہ دونون لشکر
صف آرا ہو چکے اور اصحاب باوفا ے حضرت اذان لے لیکر جانین اپنی فرزند
رسول پر نثار کرنے لگے حتی انتصف النہار یہانتک کہ دوپہر دن آگیا اُسوقت
ابو ثمامہ صیداوی امام حسینؑ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا یا ابن رسولؐ
اللہ فدا ہو جان ہماری آپکے جان پر یہ اشقیا کتنا بڑھ آئے مگر قسم ہی خدا کی جبتک
ہمارے دم مین دم باقی ہی اُسوقت تک کسیکی اتنی مجال نہین ہی کہ آپ کو قتل کر سکے لیکن
اتنی آرزو دل مین ہی کہ ہم ملاقات کرین اپنے پروردگار سے اس فریضہ کو آپکے
ساتھ ادا کرکے فرفع راسہ الی السمآء و قال قد ذکرت الصلوٰۃ جعلت اللہ
من المصلین نعم ھذا اول وقتہا ثم قال سلوھم ان یکفوا عنا حتی نصلی و انتم
تصلون ثم نعود الی الحرب یہ کہکر حضرت نے خود بنفس نفیس اذان فرمائی پس
اس اذان مین اکثر غایات اصالتًا مقصود تھے ایک اعلام دخول وقت دوسرے
متنبہ کرنا اشقیا کا وجوب صلوٰۃ پر اور ضمنًا اظہار اپنی فضیلت و حقیت کا اور
طلب اپنے ساتھ حسن سلوک و نصرت کی اور حرمت اپنی خون ریزی کے
چنانچہ حضرت نے بعد تکبیرات کے فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ

بعد ازان فرمایا اشهد ان محمداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اُسوقت خود
اذان کہنے کی وجہ مین بعض اہل علم نے کہا ہی کہ شاید مقصود یہ ہو کہ ای قوم والے ہو تمہیں
یہ گواہی جسکے جد کی رسالت کی دیتے ہو اسیکے ہنگام نماز مین آمادہ قتل ہوے
اور موٗید اس احتمال کے یہ ہی کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی
اس مقام سے استدلال اسی مطلب پر کیا ہی چنانچہ جب جناب امام زین العابدینؑ
باجازت یزید منبر پر تشریف لیگئے فرمایا من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی
فانا ابن مکة ومنا انا ابن زمزم والصفا ثم قال ایها الناس
انا بن فاطمة الزهراء انا ابن سیدة النساء انا ابن مسلوب العمامة
والرداء انا ابن مقطوع الراس من القفا انا ابن من کان ظمآناً حتی مضی حتی
ضج الناس بالبکاء والنحیب وخشی به یزید فامر المؤذن بالاذان فلما
قال المؤذن اللہ اکبر قال الامام علیه السلام لا شئ اکبر منه فلما قال
المؤذن اللہ اکبر قال الامام علیه السلام لا شئ اکبر منه فلما قال اشهد ان لا اله
الا اللہ قال الامام شهد بها شعری ولحمی ودمی فلما قال اشهد ان محمداً
رسول اللہ التفت علی بن الحسین من فوق المنبر الی یزید وقال لم یا یزید
محمد هذا جدی ام جدک فان زعمت انه جدک فقد کذبت وکفرت وان زعمت انه جدی فلم قتلت عترته
وسبیت ذریته اور بالجملہ جب حضرت اذان سے فارغ ہوے نادے
ویلک یا عمر بن سعد انسیت شرایع الاسلام الا تقف عن الحرب
حتی نصلی وانتم تصلون ونعود الی الحرب فلم یجبه احد فنادی الحصین
بن نمیر یا حسین صل ما بدا لک فان صلوٰتک لا تقبل اور ندا حی علی خیر العمل

سی مقصود طلب نصرت وحسن سلوک مطلقاً نہ تھا جیسا کہ سابق مین بیان ہوا کہ حی علی خیر العمل سے مراد ولایت علی ہے
اور جب اس اشارے سے ایسی افضل طاعات اور اہم واجبات پر مہیا کوئی نہو تو حضرت نے بصراحت ساتون اذانین اور ندائین کہین اور
ان ندا ؤنمین سوا ان اشقیا کے تہیا خاص مخصوصین کو اور عزم مصمم مخلصین کو پیدا ہوا
اور قلوب اس ندا مین بے چین ہو گئے اور صبر و قرار دلونسے جاتا رہا پس ایک ندا
حضرت نے اسوقت دی ہی کہ جب حضرت یکہ و تنہا رہ گئے قد وقف قبالۃ
القوم انساعن الحیوۃ عازما علی الموت فنادی اما من مغیث یغیثنا لوجہ اللہ
وھل من معین یرجوا ما عند اللہ فی اعانتنا پس اس ندا مین عورتون کے دلونسے
صبر و قرار دور ہو گیا اور ایسا چیخ کے روئین کہ آوازین خیمہ کے باہر نکل گئین الی ان بلغ
صوتھن الی موقفہ فرجع فقال لا تشمتن القوم بنا فان البکاء امامکن یعنے چپ رہو
بیقرار نہو تمھارے رونے سے دشمن ہمپر شماتت کرینگے پھر رولینا رونیکا وقت تمھارا
چلا آتا ہی دوسرے جب حضرت کثرت زخمہائے کاری سے گھوڑے سے گرے ندا دی
اما من مغیث یغیثنا اس ندا نے حضرت امام زین العابدینؑ کو بیقرار کردیا تاب ضبط
باقی نرہی اگرچہ شدت مرض سے بہت ناتوان ضعیف ہو گئی تھے جہاد بھی ساقط تھا
مگر کیا کرین جب دل ہی نہ مانے آمادۂ نصرت پدر ہو گئے اور خیمہ سے عجیب
ہیئت سے چلے فاخذ العصا بیدہ یتوکو علیہا وسیفہ یجر علی
الارض ہاتھ مین جریب لئے اور اسپر تکیہ کئے چلے جاتے تھے اور تلوار زمین پر
کھنچتے چلے جاتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ تلوار اٹھانے کی بھی قوت نہ تھی
وام کلثوم تنادی خلفہ یا بنی ارجع فقال الحسینؑ احبسیہ مگر حضرت
امام زین العابدینؑ ام کلثوم کے روکنے سے نہ رکے اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے

کہ خیمہ کے باہر آ گئے تھے اسواسطے کہ روایت مین ہی فراہ الحسینؑ فانقض
کالصقر و احمد دا ستیہ الی الخیمۃ تیسری ندا اُسوقت کی کہ جب حضرت کو کھڑے
ہونیکی طاقت زمین پر نرہی اور بیٹھ گئے وعلیہ جبۃ خز دکنا بآواز بلند فرمایا
اما من ناصر ینصرنا یہ ندا ایسی تھی کہ عورتون کو بچون کو بھی ہمت نصرت ہوئی
چنانچہ حضرت زینبؑ نے قصد نصرت کیا اور اُنسے اتنی ہی نصرت ہوئی کہ عمر بن سعد کے
پاس آکر کہا یا ابن سعد ایقتل ابن رسول اللہ وانت تنظر اور دو لڑکے اس ندا کو
سنکر خیمہ سے نکل آئے ایک عبداللہ ابن حسنؑ اور دوسرے صاحبزادیکا ایسا سن
تھا کہ کانون مین گوشوارے ہلتے تھے وھو مذعور یلتفت یمیناً و شمالاً فلما
بعد قلیلۃ من الخیام اخذ الانس فذبحہ دیکھئے شرع مین تو ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے
ذبح کی ممانعت ہی لیکن الانس شقی نے یہ غضب کیا کہ اُس بچہ کو اُسکی مان کے سامنے
ذبح کرڈالا فصارت شہد بانویہ تنظر الیہ و لا تتکلم کانہا مدھوشۃ پانچوین
ندا خاص اپنے دشمن سے کی اور اُس سے نصرت چاہی اور یہ اُسوقت کہ جب
وقت حضرت کا اخیر تھا اور سنان اور خولی قریب آئے اور رعب سے
حضرت کے تلوارین پھینک پھینک کے بھاگ گئے اور بعد اُسکے شمر آیا حضرت نے
آنکھین کھول کے دیکھا اور فرمایا ان کان لا بد من قتلی فاسقنی شربۃ من الماء
اور یہ مدد اُس سے حضرت نے سہولت قتل کیواسطے چاہی تھی اور علاوہ ان مقامات
کے ایک مقام مشروعیت اذان یہ ہی کہ خلف مسافر اذان کہین چنانچہ جب امام حسینؑ
نے سفر آخرت کیا تو خلف اُنکے اذانین تھین تکبیرین تھین ندائین تھین صیحہ تھے
بکائین تھین اور شمر نے بعد قتل ندا دی اللہ اکبر فکبر معہ العسکر و نادی

جبرئیل الا قتل الحسین بکربلا و نادی فرسهم واظلیمتاه من امة قتلوا ابن بنت
نبیها و نادے طائر للطائرین یا ویلکم اتشتغلون بالملاهی
ذکر الدنیا والمناهی والحسین فی ارض کربلا فی هذا الحر ملقی علی الرمضا
ظام مذبوح ودمه مسفوح و نادت زینب واخاه و سکینة واابتاه و
نادے عمر بن سعد من ینتدب للحسین و نادت فضة بالاسد یا ابا الحارث
اتدری ما فعل القوم بابن رسول الله والله بل قتلوه وهم یریدون
ان یوطئوا بالخیل ظهره فلما سمع الاسد ذلک بکی ومشی الی المقتل
وجلس عند جسد الحسین رافعا یدیه علیه
وعیناه تهملان بالدموع فمنع لهم عمر ابن سعد
وقال انصرفوا عنه فانه فتنة

مجلس سوم تمہید مقدمۂ صلوات

بنی الاسلام علی خمسة اشیاء الصلوة والصوم والزکوة والحج والولایة
چونکہ منظور ان اشیاء خمسہ سے ہر شے کا بیان باستقلال ہی اور نماز اول مذکورات ہی اور
وہ موقوف طہارت پر ہی اور بیان اُسکا من باب المقدمہ ہو چکا ہی اب اصل مقصود
بیان ہوتا ہی مخفی نرہے کہ صلوة لغةً بمعنے دعا ہے جیسا کہ صحاح مین جوہری نے

لکھاہی اور نہایہ ابن اثیر مین ہی کہ نماز عبادت مخصوصہ ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ معنی حقیقی بحسب
لغت کے نہین ہین اسواسطیکہ اہل لغت نے ان معنون کو نہین جانا مگر شرع سے
اور ذکر کرنا ائمۂ لغت کا ان معنون کو اپنے کتب مین دلیل اسکی نہین ہی کہ معنے حقیقی لغۃً بھی
ہین اسطیکہ داب و دستور اہل لغت جمع و ذکر ان کل معانی کا ہی جسمین لفظ کا استعمال ہوا ہو
خواہ وہ حقیقی ہون خواہ مجازی مگر تاہم اسکی حقیقت متشرعہ اور معنی عرفی خاص ہونے
ہین کوئی شک نہین ہی باقی رہا یہ امر کہ لفظ صلوۃ اس عبادت مخصوصہ مین حقیقت شرعیہ ہی
یا نہین محل اختلاف علماء فحول ہی اور استقصاء بحث اس مسئلہ مین اور ردّ و احکام و نقض
و ابرام مقتضی بسط کلام ہی کہ مناسب مجلس و مقام نہین لیکن اظہر یہ ہی کہ لفظ صلوۃ اس
عبادت خاص مین حقیقت شرعیّہ ہی اور یہ عبادت کبھی ذکر محض ہوتی ہی مثل تسبیح کے
اور کبھی فعل محض ہوتی ہی بدون ذکر کے مانند صلوۃ گنگ کے اور کبھی ذکر و فعل دونون
جمع ہوتے ہین مانند صلوۃ شخص صحیح و سالم کے اور ان اقسام صلوۃ سے ہر ایک اپنے
محل و مقام مین علی ما ورد فی الشرع افضل عبادات اور اہم طاعات سے ہی
فروی الکلینی فی الصحیح عن معویۃ بن وهب قال سئلت ابا عبد اللہ عن افضل
ما یتقرب بہ العباد الی ربّھم واحبّ ذلک الی اللہ عزّ وجلّ ما ھو فقال ما
اعلم شیئا بعد المعرفۃ افضل من ھذہ الصلوۃ الا تری ان العبد الصالح عیسی بن
مریم قال واوصانی بالصلوۃ والزّکوۃ ما دمت حیا وفی الصحیح عن
ابان ابن تغلب قال صلّیت خلف ابی عبد اللہ ع المغرب بالمزدلفۃ فلما
انصرف اقام الصلوۃ فصلّی العشاء الآخرۃ ولم یرکع بینھما برکعۃ ثم صلیت
معہ بعد سنۃ فصلّی المغرب ثم قام فتنفل باربع رکعات ثم قام فصلّی العشاء

ثم التفت الی فقال یا ابان هذه الصلوة الخمس المفروضات من اقامهن و حافظ علی مواقیتهن لقی الله یوم القیمة وعنده عهد یدخله الجنة ومن لم یصلهن لمواقیتهن ولم یحافظ علیهن فذلک الیه ان شاء غفر له وان شاء عذبه وعن ابن زرارة عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال رسول الله مثل الصلوة مثل عمود الفسطاط اذا ثبت العمود نفعت الاطناب والاوتاد والغشاء واذا تکسر العمود لم ینفع طنب ولا وتد ولا غشاء وعن زرارة عن ابی جعفر علیه السلام بینا رسول الله جالس فی المسجد اذ دخل رجل فقام فصلی فلم یتم رکوعه ولا سجوده فقال نقر کنقر الغراب لئن مات هذا وهکذا صلوته لیموتن علی غیر دینی وفی الصحیح عن زرارة عن ابی جعفر علیه السلام قال ان تارک الفریضة کافر قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله ما بین المسلم وبین ان یکفر الا ان یترک الصلوة الفریضة متعمداً او یتهاون بها فلا یصلیها وعن مسعدة بن صدقه انه قال سئل ابو عبد الله ما بال الزانی لا تسمیه کافراً وتارک الصلوة تسمیه کافراً وما الحجة فی ذلک فقال لان الزانی وما اشبهه انما یفعل ذلک لمکان الشهوة لانها تغلبه وتارک الصلوة لا یترکها الا استخفافاً بها وذلک لانک لا تجد الزانی یاتی المرءة الا وهو مستلذ لاتیانه ایاها قاصداً الیها وکل من ترک الصلوة قاصداً لترکها فلیس یکون قصده لترکها اللذة فاذا انتفت اللذة وقع الاستخفاف واذا وقع الاستخفاف وقع الکفر اور لم اسکی یہ ہے کہ استخفاف بصلوة استخفاف جناب باری ہے اسواسطیکہ علة وجوب صلوٰة اعظام وتعظیم حقتعالے ہے

جیسا کہ علل الشرائع مین امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا حضرت نے علۃ وجوب صلوۃ یہ ہی کہ اسمین اقرار ربوبیت خداے ذوالجلال وخلع نظائر وامثال خالق بے ہمال سے ہی اور قیام ہی خدمت مین سلطان جبار وقہار کے بذلت وانکسار واسطے عفو جرائم وتقصیرات اور آمرزش معاصی بالذات وبے لذات کے اور شب وروز مین پانچ مرتبہ پیشانی خاک پر رکھنے مین تعظیم خالق ومالک ہی اور ذکر اُسکا آناء لیل واطراف نہار مین ہی تاکہ عبید واماء وغلام وکنیز اپنے سید وآقا ومالک ومولی کی یاد فراموش نکرین اور اُس سے غافل ہوکر سرکشی و فرعونیت اختیار نکرین اور اُسکی عظمت وجبروت پر نظر رکھ کے ہر لحظہ وآن خائف وترسان اور تارک ذنوب وعصیان اور راغب ورع وزہد وتقوی اور مائل اصلاح امور آخرۃ واولی رہین اسیوجہ سے حقتعالی قرآن مجید وفرقان حمید مین فرماتا ہی ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر چنانچہ منقول ہی کہ عہد کرامت مہد جناب سید المرسلین خاتم النبیین مین ایک مرد انصاری تھا کہ ہر روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ نماز جماعت مین حاضر ہوتا تھا اور معاصی وذنوب کا مرتکب وعامل رہتا تھا بعض اصحاب نے ماجراے انصاری خدمت مین حضرت کی گذارش کیا حضرت نے ارشاد کیا خود نماز اُسکی اُسکے گناہونسے مانع ہوجائیگی پس تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُسنے صدق دل سے توبہ کی یہ علت غائی تمام صورت تالیفیہ وہیئت ترکیبیہ صلوۃ کی ہی اور باوصف اسکے پھر اجزاء وارکان واذکار واوراد بھی اسکی خالی عمدہ ترین علل وغایات وبہترین فوائد ومصالح سے نہین ہین چنانچہ ہشام ابن حکم سے منقول ہی کہ وہ کہتے ہین

مین نے عرض کیا خدمت مین امام رضا علیہ السّلام کی کہ کسوجہ سے تکبیرات افتتاح سات ہوئین اور رکوع مین سبحان ربّی العظیم وبحمدہ اور سجدہ مین سبحان ربّی الاعلیٰ وبحمدہ کہنے کا حکم ہوا حضرت نے جواب مین ارشاد کیا کہ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور عنایت شاملہ سے سات آسمان پیدا کئے اور مثل اُسکے سات طبق زمین کے گردانے اور مانند اسکے پردہ حجب سات قرار دیئے پس جبکہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کو شب معراج اپنے ساحت قرب مین طلب فرمایا اور حضرت مراتب قرب طے کرتے ہوے مقام قاب قوسین اوادنیٰ تک پہونچے تو ایک حجاب بلند کیا گیا اوسوقت جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اللہ اکبر اور کلمات افتتاح زبان جاری کئے بعد ازان دوسرا پردہ اُٹھایا گیا پھر حضرت نے فرمایا اللہ اکبر اسیطرح جو پردہ بلند کیا جاتا تھا حضرت فرماتے تھے اللہ اکبر یہانتک کہ ساتون پردہ بلند ہوے اور حضرت کو سات مرتبہ تکبیر کہنے کی نوبت آئی اور بعد اُسکے نظر حضرت کی آثار عظمت وجلالت وجبروت وقدرت پر پڑے فارتعدت فرائصہ یعنی اُس عظمت کو دیکھکر حضرت کے تمام اندام مین لرزہ پڑ گیا اور حضرت تا بزانو خم ہوگئے اور سبحان ربّی العظیم وبحمدہ فرمایا جبکہ اس حالت مین سکون ہوا تو پھر سنبھل کے سیدھے کھڑے ہوے اس مرتبہ نگاہ حضرت کی مقام اول سے کہین بالاتر گئی اور آثار عظمت وجلالت زیادہ تر نظر آئے اب حضرت پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ مُنھ کے بھل گر پڑے اور سبحان ربّی الاعلیٰ وبحمدہ فرمایا اور احمد بن عبداللہ سے منقول ہی کہ ایک شخص نے خدمت جناب امیر المومنین علیہ السّلام مین عرض کیا کہ وقت تکبیر کانون تک ہاتھ بلند کرنے کی وجہ کیا ہی حضرت نے فرمایا مطلب اس سے یہ ہی کہ حق تعالیٰ ایسا فرد بے ہمتا

ہی کہ اُسکے کنگرۂ ایوان رفعت و جلالت تک دست رس محال ہی اور یہ بھی اس سے مراد ہوسکتی ہی کہ حق تعالی ایسا فرد یگانہ ہی کہ جسکا مثل و نظیر اِن کانون سے نہین سنا یا خالق ایسا بزرگ و برتر ہے کہ کبریائی مین حاشا کوئی اُسکا شریک نہین ہی پھر اُسنے عرض کیا مدعنق کے رکوع مین کیا وجہ ہی فرمایا کہ تاویل اسکی یہ ہی امنت بوحدانیتک ولو ضربت عنقی یعنے مین تو تیری وحدانیت کا ایمان لاچکا ہون اگر کوئی اس جرم پر مجکو قتل کرے تو یہ گردن حاضر ہی پس یہ اشارہ اسطرف ہی کہ نماز مین حضور قلب مطلوب ہے اور اسی حضور قلب پر مدار قبول ہی کہ اور یہی مناط تفاوت مراتب تقرب ہی پس مراد یہان قلب سے وہ لحم صنوبری نہین ہی جو جانب چپ مین صدر کے ہی اور باطن مین اُسکے تجویف ہی کہ اُسمین خون سیاہ ہی اور وہی منبع و معدن روح ہوتا ہی اسواسطیکہ یہ قلب بہائم وحیوانات مین بھی موجود ہے بلکہ مراد یہان قلب سے وہ شئے لطیف روحانی ربانی ہی جسکو کہ تعلق اس قلب جسمانی سے ہی پس اسی شئے لطیف کو لعلاقہ تعلق و مجاورت یا ظرف و مظروف قلب کہتے ہین اور انہین معنون سے صفت قلب کی عالم و مدرک و عارف ہوتی ہی پس انھین اعتبارون سے یہ مخاطب و معاتب و مثاب و معاقب ہوتا ہی اور جہان کہین کتاب و سنت مین اطلاق قلب ہوا ہی یہی معنے مراد ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور انہین معنون سے قلب بمنزلہ ملک و سلطان کے ہی اور انہین معنون سے قبول اشراق و ظلمت کرتا ہی چنانچہ کبھی اشراق اسکا اس حد تک پہونچتا ہی کہ حق صریح اُسمین حاصل ہوتا ہی اور حقیقۃ امر منکشف ہو جاتی ہی چنانچہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ اسی قلب کے بارے مین فرماتے ہین اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل لہ واعظا

من قلبہ اور کبھی اس قلب تک ظلمت ذنوب و معاصی مثل دخان غلیظ متراکم و تہ
بہ تہ پہونچتی ہی یہان تک کہ بالکل تیرہ و تار ہوجاتا ہی اور محجوب خدا سے ہوتا ہی اور یہی
مراد مُہر ہوجانے سے ہی اور یہی مراد چرک آلو ہونے سے ہی جہان کہین حق تعالی نے فرمایا ہی
لو نشاء اصبنا ھو بذنو بھم و نطبع علی قلوبھو فھم لا یسمعون کلا
بل ران علے قلوبھو ما کانوا یکسبون پس جبکہ یہ نوبت اس قلب کی پہونچتی ہی
تو یہ قلب منحوس ایسا کور و نابینا ہوجاتا ہی کہ حق اُسپر اصلا ظاہر نہین ہوتا اور امور اخرویہ
کی اُسکی نظر مین کوئی وقعت نہین رہتی اور ہمت اُسکی بالکلیہ طلب دنیا پر مقصور ہوجاتی ہی
اور امور اُخرویہ کا اگر ذکر بھی اُسکے سامنے ہوتا ہی تو کانون سے تجاوز قلب تک نہین کرتا
پس یہی مراد اسوداد و سیاہی قلب سے ہی جیسا کہ حدیث نبوی مین ہی قلب المومن
اجود فیہ السّراج و قلب الکافر اسود منکوس اور امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہی
انّ القلوب ثلثۃ قلبٌ منکوس لا یعی شیئا من الخیر و ھو قلب الکافر و قلب
فیہ نکتۃ سوداء والخیر والشر فیہ تختلجان فایھما کانت منہ غلبت علیہ
و قلب مفتوح فیہ مصابیح تزھر لا یطفی نورہ الے یوم القیمۃ اور امام محمد باقرؑ
نے ارشاد کیا ہی کہ ہر شخص کے قلب مین ایک نقطۂ سفید ہوتا ہی جب وہ کوئی گناہ کرتا ہی
تو اُس نقطۂ سفید مین ایک نقطۂ سیاہ پیدا ہوتا ہی پس اُسنے اگر صدق دل سے توبہ کی
تو یہ نقطۂ سیاہ محو ہوجاتا ہی اور اگر وہ تائب نہوا اور مصر گناہون پر رہا تو وہ نقطہ سیاہ یوماً فیوماً
بلکہ آناً فآناً ترقی کرتا ہی حتی کہ تمام قلب سیاہ ہوجاتا ہی پھر اسکو کبھی توفیق خیر نہین ہوتی اور
یہی مراد قول حق تعالی کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون سے ہی مگر
علاج اسکا ذکر خالق و باری اور تقوی و پرہیزگاری ہی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی

ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون
یعنے جو لوگ متقی و پرہیزگار ہین جب شیطان اُنکے پاس آتا ہی اور وہ ذکر خدا کرنے لگتے
ہین پس اُنکو بصیرت تازہ حاصل ہوتی ہی پس اس آیہ سے صاف ظاہر ہے کہ جلاء
قلب و صفاء باطن نہین ہوتی مگر ذکر خدا سے اور ذکر خدا نہین کرتے مگر متقی و پرہیزگار
لہذا تقوی و پرہیزگاری باب ذکر ہے اور ذکر دروازہ کشف ہی اور کشف باب فوز اکبر ہی
پس مثال قلب مثال اُس قلعہ کی ہی جسکی تین دروازہ ہون اور مثال شیطان مثال غنیم ہی
کہ ہر وقت منتظر فرصت اور مترقب مہلت ہی کہ جب صاحب قلعہ غافل ہو تو اس حصن
حصین اور قلعہ متین پر مین قابض و متصرف اور مالک قلعہ پر غالب و مستولی ہو جاؤن
اور یہہ ظاہر ہی کہ حفاظت قلاع و حصون بدون حراست ابواب ممکن نہین ہے اور
بہترین حراس و عمدہ ترین بواب توجہ تام طرف حضرت رب الارباب کے ہی
اور توجہ تام یہ ہی کہ وقت عبادت یہ خیال کرے کہ مین سامنے مالک الرقاب کے
حاضر ہون فان لم تکن تراہ فانہ یراک پس جبتک ایسی توجہ رہیگی اُسوقت تک انسداد
ابواب فتنہ و فساد رہیگا اور ابواب قلعہ سے جبابرۂ شیاطین دور رہینگی اور ایسے قلب کو
لذت عبادت اسدرجہ حاصل ہوتی ہی کہ نماز اُسکی مذاق مین نان و حلوا سے شیرین تر اور
من و سلوی سے لذیذ و بہتر معلوم ہوتی ہی ٭ من و سلوی ذکر و فکر است و نیاز ٭
لذت این ہر سہ باشد در نماز ٭ عمدۂ مرضات ربانیست این ٭ افضل طاعات
یزدانیست این ٭ یک نماز از بیست حج بہتر بود ٭ یک حج بہتر ز گنج و زر بود ٭
کان ہمہ صرف رہ یزدان کند ٭ وقف درویشان و محتاجان کند ٭ ہست
چون معراج اہل دین نماز ٭ دم مزن در وے بجز راز و نیاز ٭ گر تو چون پروانہ جویائے نورٍ ٭

شمع ساں میسوز در بزم حضور + کیونکہ جب نماز باراز و نیاز و سوز و گداز و خضوع وخشوع ہوگی تو ضرور قبول ہوئیگی اور مصلّی داخل اُن نماز گذارون مین ہوگا جنکی مدح حق تعالیٰ قرآن مجید مین اسطرح فرماتا ہی والّذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون اور یہ مدح خوف کی نماز مین نہین ہی مگر اسوجہ سے کہ خوف حالت نماز مین مستلزم حضور قلب ہی کہ جو مدار قبول ہی چنانچہ مذمت مین اُن لوگون کی جنکی نماز مین حضور قلب نہین ہوتا ارشاد کرتا ہی فویل للمصلّین الّذین ھم عن صلوٰتھم ساھون پس مراد سہو صلوٰۃ سے ترک صلوٰۃ بالکلیہ نہین ہی اسواسطیکہ حق تعالیٰ نے اُن لوگون کو اس آیہ مین خود مصلّی فرمایا ہی پس لامحالہ مراد یہ ہی کہ واے ہی اُن لوگون پر جو کہ ظاہری نماز پڑھتے ہین اور قلوب اُنکے حاضر نہین ہوتے چنانچہ اسی جگہہ سے جناب رسالتمآبؐ فرماتے ہین اِنّ من الصّلوٰۃ لما تقبل نصفھا و ثلثھا و ربعھا و خمسھا الی العشر و اِنّ منھا تلفّ کما تلف الثوب الخلق و تضرب بھا وجہ صاحبھا فان مالک من صلوٰتک ما اقبلت علیہ بقلبک و عن ابی حمزۃ الثمالی قال رایت علی بن الحسین یصلّی فسقط رداؤہ عن منکبیہ فلم یسوہ حتی فرغ من صلوٰتہ قال سئلتہ عن ذلک فقال ویحک اتدری بین یدی من کنت اِنّ العبد لا تقبل منہ صلوٰۃ الا ما اقبل فیھا۔ اور جب حضور قلب ہوگا تو انسان دنیا و ما فیہا سے غافل اور قلب کو اُسکے جمیع مخاوف دنیا سے اطمینان حاصل ہوگا پس مراد قول حق تعالےٰ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب مین ذکر سے وہی ذکر ہی جو بحضور قلب ہو جیسا کہ حال عبادت حضرت امام زین العابدین سید الساجدین مین لکھا ہی کہ حضرت ایک شب نماز تہجد مین مشغول تھے کہ شیطان اژدہا بنکے آیا اور

حضرت کے پاؤنکا انگوٹھا اپنے مُنھ مین لے لیا حضرت نے کچھ خوف نکیا اور
نماز قطع نفرمائی اُسوقت ہاتف غیبی نے ندادی انت زین العابدین ؑ
اُسدن سے لقب حضرت کا زین العابدین ؑ ہو گیا لٰکن امام حسین علیہ السلام
چونکہ تمام شب و روز عاشورا مین علاوہ نمازونکے اسقدر ذکر خدا مین رطب اللسان
رہے کہ زبان خشک ہو گئی یہی وجہ تھی کہ حضرت کو ایسا اطمینان کلی حاصل ہو گیا
تھا کہ دشمن تک معترف ہوے جیسا کہ عبد اللہ بن عامر کہتا ہی ما رایت مکثورا قط
وقد قتل اصحابہ وولدہ واھل بیتہ اربط جاشا من الحسین علیہ السلام
بلکہ بعض روایات مین لکھا ہی کلما اشتد الامر علیہ یزید اطمینانہ ویھدا
ارکانہ ویشرق لونہ یعنے جسقدر حضرت پر امر سخت ہوتا جاتا تھا اُتنا ہی اطمینان
حضرت کو زیادہ ہوتا جاتا تھا ثبات قدم بڑھتا جاتا تھا رنگ چہرۂ انور کا اور چمکتا
جاتا تھا حتیٰ قال بعض من معہ لبعض انظروا کیف لا یبالی بالموت اور اس سے
زیادہ یہ ہی کہ خود حق تعالی اسی قلب طیب و طاہر کی مدح مین فرماتا ہے یا ایتھا النفس
المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ اور کیونکر اس حد پر اطمینان نہوتا کہ
حضرت نے جو حق ذکر و نماز تھا وہ ادا کیا اسطرح پر کہ کیسے کیسے اوقات و ہنگام مین
اور کس کسطرح کے مکارہ و آلام اور کن کن موانع قویہ و عوائق شدیدہ کے
ساتھ بجمیع اقسامہا و انحائہا اور بتمام انواعہا و افرادہا ادونہا و اسہلہا و اصعبہا
وافضلہا و بظواہر اشخاصہا و ھیئاتہا و بواطن حقائقہا و ماہیاتہا و خفیات
اسرارہا و جواہرہا و حسیاتہا و ارواحہا و عناصرہا بجالائے چنانچہ یوم واحد
مین نماز مستحب و واجب یومیہ و غیر یومیہ مثل نماز جنازہ کے اور نماز ذکری و عملی

اور ذکری بدون عمل اور عملی بدون ذکر ادا فرمائی پس منجملہ ان نمازونکے ایک
نماز تہجد شب عاشورہ جسکے واسطے حضرت نے بڑے اہتمام سے مہلت طلب کی اور اُن اشقیا نے مہلت
ایک شب کی بدقت تمام فرزند خیر الانام کو دی فبات الحسین علیہ السلام
واصحابہ بین راکع وساجد وقائم وقاعد ولھم دوی کدوی النحل
یہانتک کہ صبح غم و الم طالع ہوئی دوسری نماز نماز صبح عاشورا ہی اور یہ نماز
حضرت نے بجماعت پڑھی جیساکہ کامل الزیارت مین ہی تیسرے ظہر و یہ نماز حضرت
نے بڑے وقت شدت مین بکمال دقت پڑھی چنانچہ لکھا ہی کہ بعد نماز صبح جب
دونون لشکر صف آرا ہو چکے اور اصحاب باوفا حضرت سے اذن لے لیکر
جانین اپنی فرزند رسول پر نثار کرنے لگے حتی انتصف النہار یہانتک کہ دن
دوپہر آگیا اُسوقت ابو ثمامہ صیداوی امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین
حاضر ہوے اور عرض کیا یا ابا عبد اللہ نفسی لنفسک الفداء ھؤلاء اقتربوا
منک لا واللہ لا تقتل حتی اقتل دونک واحب ان القی اللہ ربی
وقد صلیت ھذہ الصلوٰۃ معک یعنے یابن رسول اللہ فدا ہو جان ہماری
آپکی جان پر یہ اشقیا کتنا بڑھ آئے ہین مگر قسم ہی خدا کی جبتک ہمارے دم مین دم
باقی ہی اُسوقت تک کسی کی اتنی مجال نہین ہی کہ آپکو قتل کر سکے لیکن اتنی آرزو
دل مین ہی کہ ہم ملاقات اپنے پروردگار سے اس فریضہ کو آپ کے ساتھ ادا
کر کے کرین فرفع الحسین راسہ الی السماء وقال قد ذکرت الصلوٰۃ جعلک
اللہ من المصلین نعم ھذا اول وقتھا ثم قال سلوھم ان یکفوا عنا حتی نصلی
پس امام نے سر اپنا طرف آسمان کے بلند کیا اور فرمایا کہ تمنے نماز کو ایسے وقت مین

یاد کیا حق تعالے تمکو نمازگذارون مین شمار کرے ہان یہ اول وقت نماز ہے پہر اسنے
سوال کروا تنی مہلت دین کہ ہم نماز سے فارغ ہوجائین یہ کہکے حضرت نے خود
بنفس نفیس اذان فرمائی بعد ازان بآواز بلند فرمایا یا ویلک یا عمر بن سعد
اَنَسِیتَ شرائع الاسلام الا تقف عن الحرب حتّٰی نصلّی و انتم
تصلون ونعود الی الحرب فلو یجبه احدٌ یعنے بآواز بلند فرمایا کہ وای ہو تجھپر
ای عمر سعد کیا تو شریعت اسلام کو بھی بھول گیا یہ وقت نماز ہی کیون لڑائی موقوف
نہین کرتا کہ ہم نماز اپنے خالق کی ادا کرین اور تم سب بھی نمازین پڑھ لو بعد نماز کے
پھر لڑینگے کسی نے جواب ندیا مگر حصین بن نمیر نے پکار کے کہا یا حسینؑ
صلّ ما بدالک فان اللہ لا یقبل صلوٰتک اُسوقت حبیبؓ ابن مظاہر
سامنے امام حسینؑ کے کھڑے تھے یہ سنکے بیتاب ہوگئے اور فرمایا
کیف لا تقبل صلوٰۃ ابن بنت رسول اللہ و تقبل صلوٰتک یا بن الخمارۃ
باانیہمہ مہلت حضرت کو نماز کی نہ ملی مگر حضرت نے ان موانع پر مطلق اعتنا نہ کی اور
فریضہ ظہر ادا کیا لکن کیفیت ادا مین اس نماز کے اختلاف ہی کہ بجماعت پڑہی یا فرادی
تامتہ الافعال ادا کی یا غیر تامتہ الافعال مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین لکھتے ہین کہ جب حضرتکو
مہلت نماز نہ ملی تو حضرت نے زہیر بن قینؓ اور سعید بن عبد اللہؓ سے کہا کہ تم دونون
میرے سامنے کھڑے ہوجاؤ تاکہ مین نماز اپنے مالک کی ادا کرلون اور فریضۂ ظہر سے
سبکدوش ہوجاؤن وہ دونون سعادت مند حسب ارشاد قریب نصف اصحاب کے
لیکر سامنے کھڑے ہوے اور حضرت نے یہ نماز بجماعت بطور نماز خوف ادا کی اور
اور دوسری روایت سے یہ نکلتا ہی کہ فقط سعید بن عبد اللہ حنفی حضرت کے سامنے

کھڑے ہوئے اور جو تیر حضرت کی طرف داہنے بائین جانب سے آتا تھا اُسکو جھک جھک کے اپنے سینہ پر لیتے تھے مگر یہ مراد روایت سے جب ہو سکتی ہی کہ عبارت اسطرح پڑھین کلما اخذ الحسین علیہ السلام یمیناً و شمالاً تو یہ معنی ہونگے اور جب اسطرح پڑھین کلما اخذ الحسین یمیناً و شمالاً قام بین یدیہ تو بنا بر اسکے یہ معنی ہونگے کہ جب حضرت داہنے جانب یا بائین جانب مائل ہو جاتے تھے تو یہ بھی اُسیطرح جھک جاتے تھے بعض اہل علم نے فرمایا ہی کہ شاید مراد اس سے یہ ہو گی کہ حضرت شدت ضعف سے لڑکھڑا کے کبھی داہنی جانب جھک جاتے تھے کبھی بائین جانب جھک جاتے تھے مگر یہ قام بین یدیہ جو بعد اسکے ہی اُسکے مناسب نہین ہی و قال ابن نما صلی الحسین و اصحابہ فرادی بالایماء اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ وقت ایسی شدت کا حضرت پر تھا کہ نماز تامۃ الافعال نہ پڑھ سکتے تھے بلکہ اس نماز کو بطور نماز شدت خوف و مطاردہ کے بایما و اشارہ ادا کیا اور مراد مطاردہ سے یہ ہی کہ دونون لشکرون مین نوبت معانقہ اور مسائفہ کی آئی یعنی دونون لشکر اسقدر بڑھین کہ گلونسے گلے مل جاوین اور تلوارون پر تلوارین پڑین اسوقت کی نماز کا یہی حکم ہی کہ باشارہ پڑھے جائے بہر کیف جملہ مورخین و ارباب سیر نے لکھا ہی کہ حضرت نے اُسوقت مین نماز ظہر پڑھی یہانتک کہ جسنے روز عاشورہ کو روز جمعہ لکھا ہی اُسنے بھی یہی لکھا ہی کہ نماز ظہر پڑھی یہ نہین لکھا ہی کہ نماز جمعہ پڑھی شاید کہ وجہ اسکی یہ ہو گی کہ شروط صحت جمعہ مین سے ایک شرط یہ ہی کہ مکلف وطن مین ہو یا اقامت عشرہ کی نیت کی ہو اور یہ ظاہر ہی کہ حضرت کربلا مین غریب الوطن تھے اور نیت اقامت عشرہ بھی نہین کی تھی اسوجہ سے کہ حضرت دوسری محرم کو وارد کربلا ہوئے اور دسوین کو مصمم ارادہ سفر آخرت کا کر لیا تھا اور یہ بھی

احتمال ہی کہ حضرت کے اصحاب اسقدر باقی نرہے ہون کہ جسقدر کا اجتماع شرط صحت
جمعہ ہی یا باقی ہون اور ایسی حالت ہو کہ مجتمع نہو سکتے ہون چوتھے نماز میت جیساکہ
ابو الفرج وکمال الدین نے لکھا ہی کہ حضرت نے بعد شہادت علیؑ اصغر اپنی تلوار سے
قبر کھودی اور لاش علی اصغر پر نماز پڑھی اور دفن کیا پانچوین نماز نماز آخری تھی یہ
نماز ایسی پڑھی کہ نہ کسی نے قبل اسکے پڑھی تھی نہ کوئی پڑھ سکیگا اس نماز کو حضرت نے
بہ ہیئات مختلفہ وترکیبات متنوعہ ادا کیا طرز قیام وقعود اسکا جدا گانہ انداز رکوع وسجود
علیحدہ اذکار وقنوت بنمط جدید تشہد وتسلیم اسکی بنحو خاص بجا لائے پس یہ نماز اگرچہ
ظاہر اصورت نماز تھی مگر باطنا جوہر وروح نماز تھی اور بادی نظر مین اگرچہ بہیئت صلوۃ تھی
مگر حقیقت مین جان صلوۃ تھے اس نماز کو حضرت نے باختلاف روایات یا حالت
قیام مین شروع کیا یا حالت قعود مین پس بنابر روایت لہوف کے کیفیت اس نماز کی
یہ معلوم ہوتی ہی کہ ابتدا اس نماز کی اُسوقت سے ہوئی کہ جب حضرت کثرت زخمہائے
کاری سے گرنے لگے تو اسی حالت مین دعاء توجہ اس نماز آخری کی شروع کی اور بسم اللّٰہ
وباللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہؐ کہا اور جبکہ حضرت زمین پر داہنے رخسارے کے بھل
تشریف لائے اور تین ساعت اسیطرح پڑے رہے اُسوقت بھی نظر خداہی پر تھی
اُسی سے لو لگی تھی گوشۂ چشم سے آسمان کیطرف دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے
اللّٰھم صبراً علی قضائک لا الٰہ سواک یا غیاث المستغیثین اور قیام اس نماز کا اُسوقت
ہوا کہ جب حضرت داہنے رخسارے کے بھل گر کے کھڑے ہوے قنوت اس نماز مین
حضرت نے یہ پڑھا اللّٰھم متعالی المکان عظیم الجبروت شدید المحال غنیا عن الخلائق
انا عترۃ نبیک خذعونا وخذلونا وقتلونا اس حالت مین حضرت زینب بیتابانہ

خیمہ سے نکل آئین اور اِدھر شمر نے جلدی کی اور لشکر کو آواز دی ماینتظرون بالرجل
پس ضرعہ بن شریک نے بائین کف دست پر حضرت کی تلوار ماری اور دوسری تلوار دوش
مبارک پر حضرت کی ایسی لگائی کہ حضرت تیورانے لگے وجعل ینوء ویکبو پس یہ جھکنا اور
اور اُٹھنا اور گرنا اور سنبھلنا رکوع اور سجود اس نماز کا تھا پھر اسی حال مین پہلے ایک نیزہ
سنان ابن انس نے ڈُھگدگھی پر مارا پھر نیزہ کھینچکر سینہ پر لگایا اور اس نیزہ کو کھینچکر
ایک تیر حضرت کے گلے پر ایسا لگایا کہ حضرت کو کمال ضعف ہوگیا اور چاہا کہ اس نماز کو نشستہ
ادا کرین مگر سنان ابن انس نے جلدی کی اور ایک نیزہ ایسا لگایا کہ حضرت کو بیٹھنے کی تاب نہ رہی
چت لیٹ گئے اگرچہ حالت نماز مین ضعیف کیواسطے کروٹ مقدم ہے چت پر اور حضرت ابتدا سے
چت لیتے تھے وجہ اسکی یا تو یہ ہے کہ پہلو حضرت کی مجروح تھے کروٹ سے لیٹ نہ سکتے تھے
یا یہ وجہ تھی کہ وقت احتضار بھی تھا اور احتضار مین چت لٹانا چاہیے پس حضرت نے جمع کیا ہو
وظیفہ احتضار و نماز مین اور چونکہ سجدہ مستلقی کا آنکھ بند کرنا ہے اور اُٹھنا آنکھ کا کھولدینا ہے بنا بر اسکے
جب شمر قریب آیا ہے حضرت آنکھین بند کئے سجدہ مین تھے سجدہ سے اُٹھے اُسوقت جب شمر نے
سینہ پر پاؤن رکھا اس جگہ سے ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت کی نماز فعلی تھی کچھ ذکر
و قرأت اسمین نہ تھی اسواسطے کہ قرأت مین تین امر ضروری ہین ایک یہ کہ نفس مین انتظام ہو
دوسرے یہ کہ فک اسفل کو حرکت ہو تیسرے یہ کہ گلے مین کوئی چیز پھنسی نہو اور یہان
یہ تینون مانع مجتمع ہوگئے تھے نفس کے غیر منتظم ہونیکی ایک تو یہ وجہ تھی کہ وقت احتضار تھا
دوسرے شمر کے بوجھ سے سینہ دبا جاتا تھا اور جبڑے کو حرکت اسوجہ سے نہ دے سکتے تھے
کہ شمر ریش مقدس حضرت کی مضبوط پکڑے تھا گلے مین گھونٹ آب شمشیر کا پھنسا ہوا تھا جیسا کہ
زیارت ناحیہ مین ہے والشمر جالس علی صدرک قابض علی شیبتک ذابح بمهندہ

مجلس چہارم تمہید مقدمۂ صوم

بنی الاسلام علی خمسة اشیاء الصلوة والصوم والزکوة والحج والولایة ؛ صوم لغت مین بمعنی سکون وامساک عن الحرکة ہی چنانچہ ابن دریدہ نے کہا ہے کل شیء سکنت حرکتہ فقد صام صوماً اور ابو عبیدہ کہتا ہی جو امساک کرے کلام وطعام وسیر سے وہ صائم ہی اور فیروزآبادی نے قاموس مین لکھا ہی جو امساک کرے ماکول ومشروب وکلام ونکاح سے وہ صائم ہی اور بعض نے کہا ہی کہ صوم بمعنے ترک کلام وسکوت ہی جیسا کہ حضرت مریمؑ نے فرمایا اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا اَیْ صُمْتًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا اور فقہا نے تعریف اُسکی بعبارات مختلفہ اور کلمات متشتتہ فرمائی ہی پس بعض علما صوم کو کف عن المفطرات مع نیت القربة کہتے ہین اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ اسمین کوئی تحدید وقت نہین ہی پس اگر کوئی شخص پہر بہر کے واسطے بھی کف مفطرات سے بہ نیت قربة کرے تو بنا بر اسکے صوم اُسپر صادق آئیگا اور اُس عورت کا صوم بھی صحیح ہوگا جس نے یہ سن کے کہ ایک روزہ کفارہ ایک سال کے گناہون کا ہوتا ہی روزہ رکھا اور بعد زوال کھول ڈالا اور کہنے لگے کہ دو پہر مین چھ ماہ کا

کفارہ تو ہو گیا مجکو یہی کافی ہی حالانکہ یہ صوم شرعاً صحیح نہین ہی اسیطرح جو شخص کہ تمام شب
کف عن المفطرات با نیت قربۃ کرے تو بنابر اس تعریف کے وہ بھی صوم ہوگا حالانکہ
شرعاً وہ بھی صوم نہین ہی دوسرے اعتراض اس تعریف پر یہ ہوتا ہی کہ کف نفس
مع الاشتیاق نفس کے باز رکھنے کو کسی شئ سے کہتے ہین پس بنابر اسکے جو شخص صبح سے
نیت کرکے سو رہی اور مغرب کے وقت جاگے تو وہان نہ اشتیاق کسی مفطر کا ہوگا نہ اس ترک پر
کف صادق آئیگا پس چاہیے کہ یہ شخص صائم نہو حالانکہ وہ صائم ہی اجماعاً پس بہتر یہ ہی
کہ کف کو ترک سے بدلین اور نیت سے نیت شرعیہ کہ جو متعلق زمان مخصوص سے ہوتی ہی
مراد لین وللمناقشۃ فیہ مجال لکنّ الامر سہل لان التعریف لفظی اور بعض
اعلام نے مثل جناب شیخ مرحوم کے یہ تعریف کی ہی کہ صوم امساک ہی اشیاء مخصوصہ سے
زمان محدود و مخصوص مین بہر کیف صوم خواہ عبارت کف نفس عن المفطرات سے
خواہ امساک عن المفطرات سے ہو طاعات صعبہ و عبادات شاقہ سے ہی اسوجہ سے کہ صائم
منجملہ جمیع مفطرات کے ایک ایسے مفطر سے امساک کرتا ہی جو کہ عمدۂ مادۂ حیات حیوانات
و نباتات ہی جیسا کہ حقتعالے نے قرآن مجید اور فرقان حمید مین فرماتا ہی وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور ابن علوان نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہی قال کنت عندہٗ
جالساً اذ جاء رجل فسئلہ عن طعم الماء فقال ویلک طعم الماء طعم الحیات
فان اللہ عزّ و جل یقول وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیٍّ افلا یؤمنون
یعنے کہا ابن علوان نے کہ خدمت با سعادت مین امام رضا علیہ السلام کی مین حاضر
تھا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت مزا پانی کا کیا ہی فرمایا حضرت نے
کہ وای ہو تجہپر تو نہین جانتا کہ مزا پانی کا مزا زندگانی کا ہی اسواسطے کہ حقتعالیٰ قرآن مین فرماتا کہ

وجعلنا من الماء کل شئ حی افلا یومنون پس اسی وجہ سے حدیث مین وارد ہوا ہی
اول ما یبداء فی الاخرۃ صدقۃ الماء یعنی فی الاجر یعنے جبکہ بروز قیامت
اعمال خیر کا ثواب ہر نیکوکار ومتقی وپرہیزگار کو ملے گا تو ابتدا اُن لوگون سے کیجائیگی
کہ جنھون نے اس دار دنیا مین کسی پیاسے کو سیراب کیا ہو اور جناب امام جعفر صادق ع
سے منقول ہی کہ افضل الصدقۃ ابراد کبد حراء یعنے بہترین صدقات وخیرات اُس
جگر کا سرد کرنا ہی جو پیاس کی شدت سے پھُنکا جاتا ہو اور اُنھین جناب سے ماثور ہے
من سقے الماء فی موضع یوجد فیہ الماء کان کمن اعتق رقبۃ یعنے جو شخص
کسی پیاسے کو ایسی جگہ پانی پلاے کہ جہان پانی ممکن ہو تو اُسکو حقتعالیٰ ثواب ایک بندہ
آزاد کرنے کا دیگا ومن سقی الماء فی موضع لا یوجد فیہ الماء کان کمن احیا نفسا ومن
احیا نفسا فکانما احیا الناس جمیعا اور جو ایسی جگہ پانی پلاے کہ جہان پانی مُیسر نہوتا ہو تو
گویا اُسنے ایک بندہ خدا کو زندہ کیا اور جسنے ایک کی جان بچالے تو اُسنے کل بندگان
خدا کو زندہ کیا اور یہی وجہ ہی کہ صوم افضل عبادات اور بہترین طاعات ہی کہ صائم صوم مین
ترک آب نہین کرتا ہی بلکہ لطف زندگی سے ہاتھ اُٹھاتا ہی اور حیات ہی مین قصد فنا فی اللہ
ہونے کا کرتا ہی اسوجہ سے حقتعالے نے صوم کو عبادت سے مختص اپنی ذات سے گردانا ہی
اور اُسکے ثواب کے لئے بھی کوئی حد مقرر نہین کی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
الصوم جنۃ من النار وعن عبد اللہ بن طلحۃ عن ابی عبد اللہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الصائم فی العبادۃ وان کان علے فراشہ
مالم یغتب مسلما وروی ابن بابویہ انہم قال من صام یوما فی شدۃ
الحر فاصابہ ظماء وکل اللہ بہ الف ملک یمسحون وجہہ ویبشرونہ

بالجنة حتی اذا افطر قال اللہ جل جلالہ ما اطیب ریحک و روحک
یا ملائکتی اشہدوا انی قد غفرت لہ و عن مسعدہ عن ابی عبداللہ
نوم الصائم عبادة و نفسہ تسبیح اور یہی وجہ ہی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ و آلہ نے فرمایا اتقوا اللہ ولو بشربة من الماء اور صوم منقسم ہی طرف واجب و
سنت کے صوم واجب صوم ماہ رمضان اور قضاء ماہ رمضان و کفارہ و نذر ہے اور
نذر کے معنے یہ ہین کہ خدا سے عہد کرے کہ اگر فلان مطلب ہمارا حاصل ہوگا تو ہم روزہ
رکھین گے جیسا کہ فخر رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ
علیہما السلام علیل ہوے فعادھما رسول اللہ فی اناس معہ پس عرض کیا
لوگون نے جناب امیر علیہ السلام سے کہ آپ ان شاہزادون کی صحت کے واسطے نذر
کیجیے جناب امیر علیہ السلام اور جناب سیدہ اور فضہ نے نذر کی کہ اگر ان لڑکون کو صحت
ہو جاے تو ہم تین روزے رکھین گے پس حقتعالی نے انکو صحت کامل اور شفاء
عاجل عنایت فرمائی مگر یہ شفا ایسے وقت مین ہوئی کہ گھر مین جناب سیدہ کے کچھ
قسم طعام سے موجود نہ تھا اسوقت جناب امیر علیہ السلام نے شمعون یہودی خیبری
سے تین صاع جو قرض لئے ایک صاع اسمین سے جناب سیدہ نے خود پیسے اور پانچ
روٹیان اسکی پکائین اور وقت افطار سامنے جناب امیر اور حسنین علیہم السلام کے حاضر کین
کہ افطار کرین ناگاہ ایک سائل نے دروازے پر آواز دی السلام علیکم یا اہلبیت
محمد انا مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ پس
جناب امیر علیہ السلام نے لقمہ ہاتھ سے رکھدیا اور وہ سب گردہاے نان اہلبیت نے
اس سائل کو عطا فرمائے اور آپ سبکے سب نیت صوم کرکے بھوکے سو رہے

جب دوسرا دن ہوا جناب سیدہ نے ایک صاع جو پھر پیسے اور پانچ روٹیان پکائین جب وقت افطار آیا اور سب اہلبیت مجتمع ہوے اور جناب امیر علیہ السلام نے ایک لقمہ توڑ کے چاہا کہ تناول فرمائین کہ ناگاہ ایک یتیم نے دروازہ پر آواز دی انا یتیم من یتامے المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ علی موائد الجنۃ فوضع علی ن اللقمۃ من یدہٖ پھر یون ہین روزہ رکھ لیا جب تیسرا دن ہوا تو جناب سیدہ نے جو ایک صاع جو باقی تھے آرد کیے اور پانچ روٹیان پکائین وقت افطار ایک اسیر نے آواز دی کہ مین اسیر ہون اور بھوکا ہون پس جناب امیر علیہ السلام نے لقمہ ہاتھ سے رکھدیا اور موافق روز اول وثانی کے وہ سب روٹیان سائل کو دیدین جب تیسرا دن گذرا تو جناب امیر حسنین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑ کے خدمت مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی حاضر ہوے اس حالت سے کہ حسن اور امام حسین علیہما السلام کے اندام مین شدت گرسنگی سے رعشہ پڑ گیا تھا جب حضرت نے یہ حال دیکھا تو فرمایا ان لڑکون کی حالت دیکھ کے میرا دل بیچین ہوا جاتا ہے یہ فرما کے حضرت کھڑے ہو گئے اور مکان مین جناب سیدہ کے تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدہ محراب عبادت مین کھڑی ہین اور گرسنگی سے شکم مبارک پشت اطہر سے مل گیا ہے آنکھون مین گڑھے پڑ گئے ہین حضرت کو یہ دیکھکے بہت رنج ہوا پس حضرت جبرئیل سورہ ہل اتی علی الانسان حین من الدھر لیکے نازل ہوے اور عرض کیا کہ اس سورہ کو لیجئے خدا برکت دے آپکے اہلبیت مین نزول اسکا شان مین جناب امیر علیہ السلام کی کتب فریقین مین مسطور اور اہلسنت وشیعہ مین مشہور ہے حتی کہ شافعی بھی کہتا ہے ؎

الی ما الام وحتے متے	اعاتب فی حب ھذا الفتے
فھل زوجت فاطم غیرہ	وفی غیرہ ھل اتے ھل اتے

اور فرید الدین عطار کہتا ہی ؎ از سنائش لافتی آمد پدید ✤ واز سہ نانش
ہل اتی آمد پدید ✤ دوسری قسم صوم کی صوم مستحب ہی اور اُسکے بہت افراد ہین
اور منجملہ اُسکے ایک صوم واسطے طلب حاجت کے ہی اور وہ کبھی مختص کسی زمانہ خاص
سے ہوتا ہی جیسے روزہ یکم محرم کا چنانچہ امالی و اقبال مین ریان بن شبیب سے نقل کیا ہی
کہ کہا اُسنے مین پہلی تاریخ محرم کی داخل خدمت باسعادت امام رضا علیہ السلام ہوا
فقال یا ابن شبیب اصائم انت قلت لا قال ھذا الیوم الذی دعا فیہ
ذکریا ربہ عز وجل فقال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ
انک سمیع الدعاء فاستجاب اللہ لہ وامر ملائکتہ فنادت یا ذکریا وھو
قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحیی فمن صام ھذا الیوم ثم دعا اللہ عز وجل
استجاب لہ کما استجاب لذکریا ثم قال ان المحرم ھو الشھر الذی
کان اھل الجاھلیۃ فیما مضی یحرمون فیہ الظلم والقتال لحرمتہ فما عرفت ھذہ
الامۃ حرمۃ شھرھا ولا حرمۃ نبیھا صلوات اللہ علیہ وآلہ لقد قتلوا
فی ھذا الشھر ذریتہ وسبوا نساءہ وانتھبوا ثقلہ فلا غفر اللہ ذلک لھم ابدا
یا ابن شبیب ان کنت باکیا لشیء فابک للحسین فانہ ذبح کما یذبح الکبش وقتل
معہ من اھل بیتہ ثمانیۃ عشر رجلا ما لھم فی الارض من شبیہ اور اس حدیث مین
ایک نکتہ ہی اور وہ یہ ہی کہ امام رضاؑ نے اٹھارہ جوانان ہاشمیؑ و عقیلی و جعفریؑ و علوی کے
شہادت کو تعبیر قتل سے کیا اور امام حسینؑ کی شہادت کو تعبیر ذبح سے کیا شاید اسوجہسے
کہ اصحاب و اقربا امام حسینؑ مین سے جو زخمی ہو کر گرا اُسکا کام اُنھین زخمون نے
تمام کر دیا اور نوبت زیادہ تکلیف کی نہ آئی بخلاف امام حسینؑ کے کہ اگرچہ حضرتؑ کی بھی حالت

ایسی تھی کہ کثرت زخمہاے کاری سے خصوصاً زخم قلب سے اُن لوگون سے
زیادہ نازک تھی اور بہت جلد تمام ہوا چاہتے تھے مگر اُن ظالمون کو تھوڑی دیر بھی جینا
حضرت کا شاق ہوا اور شمر نے تعجیل کر کے خنجر سے کام تمام کیا اور اسی طرح صوم امام حسینؑ
مین اگرچہ احتمال متعدد نکلتے ہین مگر عمدہ احتمال یہ ہی کہ یہ صوم بھی طلب حاجت کیواسطے تھا
اور وہ کوئی حاجت نہ تھی مگر بخشش ہم گناہ گارونکی اور یہ حاجت حضرت کی نظر مین ایسی
عظیم تھی کہ جسکے بر آنے کے واسطے روزہ ایسا رکھا کہ جسکا مثل نہ کسی نبی مرسل سے اور
نہ کسی ولی مقرب سے ہوا اور نہ کسی سے ہوگا اسواسطے کہ اس روزہ کی تکلیف ہر روزہ کی
تکلیف سے جدا اور مکلف اسکے ہر مکلف سے علیحدہ احکام اسکے ہر صوم کے حکم سے جدا
افطار اسکا ہر افطار سے علیحدہ تھا لیکن تکلیف اسکی جدا ہر روزہ کی تکلیف سے اسوجہ سے تھی
کہ ہر شخص کو حکم روزہ مین امساک کا یا کف نفس کا مفطرات سے صبح صادق سے شام تک ہی
اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایسا روزہ رکھا کہ جسمین تین دن تک کف نفس کیا
آب وطعام سے بلکہ دنیا و مافیہا سے اور مکلف اُسکے جدا اسوجہ سے ہین کہ مسافر سے روزہ
ساقط ہی تاکہ تعب زیادہ نہو جائے اور امام حسینؑ کو سفر مین تین دن کے روزہ کی تکلیف
ہوئی مگر یہ کہا جائے کہ سفر حضرت کا تمام ہو چکا تھا اسواسطے کہ جب کربلا مین پہونچے
ہین تو دس دنکے اقامت کی نیت کیا تا قیامت وہین رہنے کی نیت کر لی تھی اس دلیل
سے کہ حضرت جب کربلا پہونچے تو پوچھا کہ یہی کربلا ہی لوگون نے عرض کیا نعم یا بن
رسول اللہ فقال قفوا و لا ترحلوا فیھا واللہ مناخ رکابنا و سفلث دمائنا
ومحل قبورنا اسی طرح روزہ شیخ کبیر السن اور پیر ضعیف سے ساقط ہی لیکن عوض مین
ہر روزہ کے فدیہ دینا ہوتا ہی اور یہان ایسے روزہ کی تکلیف بعض شیوخ کبیر السن کو بھی

ہوئی تھی مثل جابر بن عروہ غفاری کے فانه کان شیخا کبیرا قد شہد
مع رسول اللہ یوم بدر و حنین اور یہ ایسے ضعیف ہو گئے تھے کہ روز عاشورا
جبکہ آمادۂ میدان ہوے تو عمامہ سے اپنے پہلے کمر محکم باندھی اور بھوین آنکھون پر
سے اُٹھا کے ایک سرخ پٹی سے ماتھے پر باندھین فتعجب فی امرہ الحسین ع وجعل
ینظر الیہ ویقول شکر اللہ لک فعالک پس اُنھون نے ایسا روزہ بھی رکھا اور
فدیہ مین جان بھی دیدی اسیطرح بیمار سے روزہ ساقط ہی اگر ضرر کرے اور تکلیف اسکی
حضرت زین العابدین علیہ السلام سے بیمار کو ہوئی کہ جسکو غش پر غش آتے تھے بلکہ ایسا
صوم کہ جسکا تحمل جوان سے دشوار تھا اُسکی تکلیف طفل غیر ممیز مثل عبداللہ بن حسن
و سکینہ کو ہوئی بلکہ تکلیف ایسے صوم کی طفل شیر خوار کو مثل علی اصغر کے ہوئی تو تم نہو کہ علی اصغر کا
روزہ کیونکر ہوا حالانکہ غذا اُنکی شیر تھی اور وہ ہر وقت ممکن تھا وجہ اسکی یہ ہی کہ کربلا مین
جو رسالہ آتا تھا گھوڑے دوڑاتا آتا تھا اور جو دستہ پیادون کا آتا تھا وہ باجے بجاتا
آتا تھا اس ہول مین دودھ مادر علی اصغر کا خشک ہو گیا تھا اور احکام مین یہ صوم بہ نسبت
حضرت و اہلبیت کے اور صوم سے جدا اسوجہ سے تھا کہ اگرچہ حق تعالی نے اسوجہ سے
حکم صوم دیا ہی کہ تم شریک ہو حضرت آدم کے اُنکی بھوک و پیاس مین یا اسوجہ سے
کہ روزہ کی بھوک و پیاس سے روز محشر کی بھوک و پیاس یاد آئے یا اسوجہ سے کہ اغنیا
کو غریبون کی تشنگی و گرسنگی کی قدر ہو اور اُن پر رحم کرین پس بعض اشیاء کے ترک کو
ماہیت صوم مین داخل کیا ہی مثل ترک آب و طعام کے ورنہ غایات مذکورہ حاصل نہین
اور یہ غایات جبکہ اُتنی ہی بھوک و پیاس مین کہ جو نفس صوم سے یا بشرکت موسم
ہوتی ہی حاصل ہو جاتی ہین تو حق تعالے نے اُسی قدر پر اکتفا کی اور زیادہ تکلیف دی

چنانچہ اُن اشیاء کو جو کہ بالذات یا بالعرض موجب شدۂ عطش تھی منع فرمایا مگر امام حسین علیہ السلام نے مزید تقرب اور حصول فضیلت کیواسطے ایسے اشیا کو اختیار کیا کہ موجب شدۂ عطش تھے چنانچہ صائم کو حمام منع ہو کہ پیاس نہ بڑھ جاے اور غش نہ آجاے پس مصلحت صوم یہ کہتی تھی کہ عورتون کو اور اُن پھول سے بچون کو گرمی سے بچائین مگر شریعت غیرت کا حکم یہ تھا کہ خیمون کے آگ بھڑکائین اگرچہ پیاس سے یہ سب ہلاک ہوجائین۔ اسیطرح صائم کو حکم شرع مین ہو کہ فصد و حجامت مین اسقدر کہ انشتر نہ لے کہ ضعیف ہوجائے اور حضرت کو تلوارون سے نیزونسے خون نکلوانے کا حکم ہوا اسیطرح پیاس مین صائم کو بدن پر کپڑے تر کرکے رکھنا نچاہیے اسوجہ سے کہ اس سے مسامات بدن کے بند ہوتے ہین اور حقن حرارت داخل مین ہوتا ہے اور پیاس بڑھ جاتی ہی مگر حضرت کا چونکہ روز امتحان اور صوم صوم آزمایش تھا حضرت کی تکلیف یہ تھی کہ جسقدر کپڑے تر ہونگے اور پیاس بھڑکے گی اُسی قدر مراتب زیادہ ہونگے یہی وجہ تھی کہ حضرت بار بار کپڑے تر کرتے تھے کبھی اپنے پسینہ سے کبھی اپنے خونسے کبھی خون علی اصغر سے اسوجہ سے پیاس حضرت کی ایسی شدید ہوگئی تھی کہ چشم مبارک مین حلقے پڑگئے مُنھ خشک ہوگیا بار بار تیور آنے لگے آنکھونکے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا جب امام حسین نے اس تعب سے روزہ رکھا تو حضرت کے روزے کی یہ قدر ہوئی کہ جس طرح سے صائم کے بارمین ہو نفس الصائم تسبیح اسی طرح حدیث مین ہی نفس المھموم بظلمنا تسبیح اور کسنے دلجوئی حضرت کی نہ کی چنانچہ جانب پروردگار عالم سے ندا آئی یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور جناب رسالتمآب دوپہر سے جام کوثر ہاتھ مین لئے بیتاب ہو کے

پکارتے تھے یا حسینؑ ولیکن افطارک عندی ہذہ اللیلۃ حضرت نے یہ کیون فرمایا کہ حسینؑ آجکی رات روزہ ہمارے پاس کھولنا حالانکہ شرعاً روزہ ہر ماکول ومشروب کے حلق سے اُترتے مین کھل جاتا ہی خواہ ماکول ومشروب عادی ہو خواہ غیر عادی مثل خاک وسنگریزہ وغیرہ کے بنابر اسکے روزہ حضرت کا بعد عصر ہی آب خنجر سے افطار ہوگیا تھا پھر شام کو افطار کی کیا ضرورت تھی وجہ اسکی یہ ہے کہ جہان حکم شرع مین یہ ہی کہ ہر ماکول ومشروب عادی یا غیر عادی سے روزہ کھل جاتا ہی وہان یہ بھی حکم ہی کہ صائم کے گلے سے ان چیزون مین سے کوئی بجبر اوتاری نہ جاے ورنہ روزہ نہ ٹوٹے گا اور جبر حضرت پر اس افطار مین ظاہر ہی بہر کیف ازبسکہ روزہ حضرت کا جدا ہر صوم سی تھا وقت افطار ظاہری بھی اسکا جدا ہوا کہ وقت عصر تھا اور اہلبیت اور بچون کا روزہ تو وقت عصر بھی افطار نہین ہوا۔ بلکہ شام کو بھی افطار غیر معلوم اور روایت زوجہ حرثابت نہین ہی بلکہ شہید رابع تو یہ لکھتے ہین کہ وہ اشقیا راہ کوفہ مین پانی اپنے گھوڑون کو پلاتے تھے اور جو بچ جاتا تھا وہ لڑکون کو دکھا کر پھینک دیتے تھے یہی سبب تھا کہ جب اہل کوفہ خشک ٹکڑے روٹیون کے اور خرمہ پھینکتے تھے اور لڑکے منھ مین رکھ لیتے تھے تو جناب ام کلثوم وہ ٹکڑے اور خرمے منھ سے نکالکر پھینک دیتی تھین اور فرماتی تھین یا اھل الکوفۃ ان الصدقۃ علینا حرام وجہ اس ارشاد کی اُن معظمہ کے کیا تھی کیونکہ حرمت صدقہ واجب مین ہی صدقۂ واجب بنی ہاشم پر حرام ہی اور یہ صدقہ واجب نہ تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ اگرچہ صدقۂ واجب نہو مگر جب بغرض تذلیل واہانت ہو تو ہر ذی عزت پر حرام ہی خصوص آل رسول پر پس وہ معظمہ کیونکر جائز رکھتین

مجلس پنجم تمہید مقدمۂ زکواۃ

بنی الاسلام علی خمسة اشیاء الصلوٰة والصوم والزکوة والحج والولایة

زکوة لغت مین بمعنے طہارت ہی اور اسی سے ماخوذ قلت نفسا زکیة ہی —
اور اسی سے اخوذ قد افلح من زکہا ہی اور بنا برین ذبح حیوانات کو بھی زکوة بزا معجمہ
کہہ سکتے ہین کیونکہ وہ بعد موت بسبب ذبح کے نجس نہین ہوتی بلکہ بنا بر ہی کے شہادت کو
زکوة کہہ سکتے ہین اسوجہ سے کہ بعد شہادت میت نجس نہین ہوتی لیکن یہ دونون اطلاق
بطور مجاز ہونگے مگر صحیح ہین لوجود العلاقة اور جو زکوة لغة مین بمعنے ذبح ہی وہ ذال معجمہ سے ہی
دوسری زکوة بمعنے نمو ہی جیسا کہ کہتے ہین ازکا الکم واطہر بنا بر اولویت تاسیس
کی تاکید سے کما تقرر فی الاصول والبیان اور شہید ثانی سے منقول ہی کہ عمل صالح کو
بھی زکوة کہتے ہین اور شرع مین لفظ زکوة نقل کی گئی ہی بنا بر اصح مذاہب کے واسطے
اُس حق کے جو واجب ہوتا ہی اُس مال مین کہ جس مین نصاب حاصل ہو جیسا کہ معتبر اور
اور تذکرہ مین ہی الزکوة صدقة مقررة باصل الشرع ابتداءً اور مثل اسکے
دروس ومسالک مین بھی ہی اور تفسیر کنز العرفان مین — ہے

الزکوٰۃ صدقۃ متعلقۃ بنصاب بالاصالۃ اور بیان مین ہی الزکوٰۃ قدر معین تثبت فی المال او فی الفضۃ للطہارۃ والنماء اور بعض نے کہا ہی کہ زکوٰۃ اخراج بعض مال ہی تاکہ باقی مین اسکی برکت سے زیادتی ہو اور صاحب مال کی درجات بلند ہون اور پاک ہو مال حرام سے اور مالک مذمت سے لکن بہتر ان سب تعریفون مین تعریف دروس و مسالک ہی اسوجہہ سے کہ ان پر ایرادات و اعتراضات کم وارد ہوتے ہین بہ نسبت اور تعریفون کے اور جتنی تعریفین یہان ذکر کی گئین اُنمین اسقدر فرق ہی کہ سوا تعریف آخر کے کل کا مفاد یہ ہی کہ زکوٰۃ نام ہی نفس حق کا اور تعریف آخر سے یہ نکلتا ہی کہ مقدار معین کے نکالنے کو زکوٰۃ کہتے ہین اور موٗید اسکے یہ ہی کہ کہتے ہین زکوٰۃ مستحب ہی یا واجب اور وجوب و استحباب نہین ہی مگر صفت فعل انسان کے پس لامحالہ زکوٰۃ بھی فعل انسان کو کہنا چاہیے کہ اخراج بعض مال ہی بہرکیف زکوٰۃ یا منقول ہی نمو سے تو مناسبت یہ ہی کہ اخراج بعض مال سبب نمو و ازدیاد ہوتا ہی اس سے اُسکو بھی زکوٰۃ کہتے ہین بطور تسمیہ سبب کے ساتھ اسم مسبب کے جیساکہ حدیث مین ہی زکوٰۃ الصدقۃ تزاید فی المال و فی اخر الصدقۃ تقضی الدین وتخلف البرکۃ یا مراد نمو و ازدیاد سے زکوٰۃ مین زیادتی ثواب اور تضاعف حسنات ہی اسواسطے کہ حق تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی وما اوتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون یعنی یہ وہ لوگ ہین کہ جو اپنے حسنات متضاعف کرتے ہین اجر و ثواب مین اور جناب شیخ محمد حسن نے جواہر الکلام مین لکھا ہی کہ اظہر یہ ہی کہ ثواب زکوٰۃ دونا ہوتا ہی نہ کسی اور عمل کا تاکہ یہ مندرج ہو جاے تحت مین قول حق تعالےٰ کے ومن ذاالذی یقرض اللہ قرضًا حسنًا فیضاعفہ لہ اور مندرج ہو تحت مین قول

حق تعالی کے مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة والله یضاعف لمن یشاء اور تحت مین قول حق تعالی کے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور اگر طہارت سے منقول لین تو مناسبت یہ ہی کہ طہارت جسطرح اوساخ وچرک بدن سے دور کرتی ہی اسیطرح زکوۃ خبس مال کو دفع کرتی ہی اور اخلاق رزیلہ وخصال ذمیمہ سے مثل بخل ودنائت کے صاحب مال کو پاک کرتی ہی اسی وجہ سے حدیث مین ہی الصدقة اوساخ الناس اور دوسری روایت مین ہی الصدقة غسالة ایدی الناس ووجوه الناس پس یہی وجہ ہی کہ زکوۃ بنی ہاشم پر حرام ہی اور زکوۃ از بسکہ پاک کرتی ہی انسان کو اخلاق ناپسندیدہ سے اور مانع ہوتی ہی خصال ذمیمہ سے جسطرح نماز مانع ہوتی ہی معاصی سے اسی وجہ سے حقتعالے نے زکوۃ کو قرین صلوۃ گردانا ہی جیسا کہ حکایت کی حقتعالی نے قول عیسی سے اوصانی بالصلوة والزکوة ما دمت حیا وفی قوله قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی یہ قرآن سعدین قرینہ جلیہ اسکا ہی کہ ایک بدون دوسرے کے ناتمام وقابل قبول نہین بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بہ تصریح فرمایا ہی ان الله عز وجل قرن الزکوة بالصلوة فمن اقام الصلوة ولم یوت الزکوة لم یقم الصلوة اور منقول ہی کہ جناب رسالتمآب صلے الله علیہ وآلہ مسجد مین تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ فرمایا حضرت نے قم یا فلان قم یا فلان قم یا فلان یہانتک کہ نکالدیا مسجد سے پانچ آدمیونکو اور فرمایا اخرجوا من مسجدنا لا تصلوا فیه وانتم لا تزکون بلکہ احادیث مین ہی من منع قیراطا من الزکوة فلیس بمؤمن ولا مسلم ویسئل الرجعة عند الموت اور یہی مراد قول حق تعالے رب ارجعون لعلی اعمل صالحا سے ہی بلکہ مانع زکوۃ کے بارے مین

وارد ہی ما من احد یمنع من زکوٰۃ مالہ شیئاً جعل الیہ ذلک یوم القیمۃ ثعباناً
من النار مطوقاً فی عنقہ ینہش من لحمہ حتی یفرغ من الحساب اور اسی کیطرف اشارہ ہے
قول حقتعالی مین سیطوقون ما بخلوا بہ ہی خصوصاً مانع زکوٰۃ نقدین کے لئے فان اللہ یجلسہ یوم
القیمۃ بقاع قرقر و سلط علیہ شجاعاً اقرع ای ثعباناً لاشعر فی راسہ لکثرۃ سمہ
یریدہ وہو یحید عنہ فاذا رای ان لایتخلص امکنہ من ید فقصمہا کما یقصم الفحل
ثم تصیر طوقاً فی عنقہ اور جو مالک شتر و گوسفند و غنم کا ہو اور وہ اسمین زکوٰۃ نہ دی تو حقتعالے
اُسکو قید کریگا قرقر مین کہ روندینگے ہر صاحب زلف اُسکو اپنی زلف سے اور کاٹے گا
ہر صاحب نیش اُسکو اپنے نیش سے اور جو مالک درخت خرما و انگور ہو اور اُسکی زکوٰۃ ادا
نکرے تو روز قیامت اُٹھے گا اپنی قبر سے اس حال زار مین کہ ہاتھ اُسکے پس گردن ایسے
بندھی ہونگے کہ اُسکو اتنی قدرت نہوگی کہ اُنکو مُنھ تک لیجا سکے اور ساتھ اُسکے فرشتے پکارتے
جاتے ہونگے ھذا الذی یمنع خیراً قلیلاً من خیر کثیر اور علت حکم زکوٰۃ امتحان اغنیا
او منفعت فقرا ہی چنانچہ امام رضا علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا کس وجہ سے
حق تعالے نے مقدار زکوٰۃ ہزار مین پچیس مقرر فرمائے اور تیس قرار نہ دیے فرمایا
حضرت نے کہ یہ مقدار بقدر کفایت فقرا ہی اسوجہ سے حق تعالی نے اُسکو واجب کیا اگر اغنیا
زکوٰۃ ادا کرین تو کبھی کوئی محتاج نہو اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ہزار مین پچیس
اسوجہ سے مقرر ہوے کہ حقتعالے نے خلق کیا اپنے عباد کو اور وہ دانا ہی صغیر و کبیر سے
اور آگاہ ہی غنی و فقیر سے پس گردانا حقتعالے نے ہزار آدمیون مین پچیس آدمیونکو مسکین
پس اگر حقتعالے جانتا کہ یہ اونکو کافی نہوگی تو مقدار زکوٰۃ زیادہ کردیتا و عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام انہ قال ان اللہ عزوجل فرض للفقراء فی اموال الاغنیاء فریضۃ لا

یحمدون الا باداۂھا وھی الزکوٰة بھا حقنوا دمائھم وبھا سموا مسلمین ولکن
اللہ عز وجل فرض فی اموال الاغنیاء حقوقاً غیر الزکوٰة فقال عز وجل والذین
فی اموالھم حق معلوم پس حق معلوم سے مراد یہان وہ مال ہی جو اغنیا اپنی مال سے قلیل و
کثیر ہر دن یا ہر جمعہ کو یا ہر ماہ مین فقراء و مساکین کو دین اور دوسرے مقام پر فرماتا ہی
واقرضوا اللہ قرضاً حسناً اس سے بھی مراد صدقات غیر واجبہ ہین بلکہ ہر عمل صالح ہی
اور تیسرے جگہ فرماتا ہی والذین یصلون ما امر اللہ بہٖ ان یوصل اس سے بھی مراد
صدقات غیر واجبہ ہین بلکہ ہر نیکی و حسن سلوک برادر ایمانی سے اور بہترین صلاة رونا
امام حسین علیہ السلام پر ہی اسواسطیکہ یہ صلہ اور حسن سلوک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ اور
جناب سیدہ سے ہی اور امداد اُنکی ہی بلکہ اداے حق اہلبیت ہی جیساکہ حدیث زرارہ مین ہی
مامن باک یبکی علی الحسین الا وقد وصل فاطمۃ واسعدھا علیہ ووصل
رسول اللہ وادی حقنا اھل البیت وعن الصادق علیہ السلام احب الناس
الی اللہ اسخاھم کفا اور مراد سخی سے وہ ہی کہ جو زکوٰة دے اور ظاہر از کوة یہان عام
ہی زکوٰة واجب و مستحب دونون سے اور مصداق حقیقی اور فرد اکمل امام حسین علیہ السلام تھے
کما فی البحار انہ وفد اعرابی فی المدینۃ فسئل عن اکرم الناس بھا فدل علی
الحسین علیہ السلام بحار مین منقول ہی کہ ایک اعرابی مدینہ مین آیا اور اُسنے
لوگونسے دریافت کیاکہ یہان سخی ترین مردم کون ہی لوگون نے بیان کیاکہ امام حسین سے
بڑھکے سخی کوئی نہین ہی ما قال لا قط الا فی تشھدہ لولا التشھد کانت لاءہ
نعم یعنے وہ جناب ایسے سخی ہین کہ کبھی اُنکی زبان پر کلمہ لا جسکے معنے انکار کے ہین جاری
نہین ہوا سواے تشہد کے اور اگر ضرورت تشہد نہوتی تو حضرت ہمیشہ لا کے مقام پر

نعم کہتے فدخل المسجد فوجدہ مصلیا فوقف بازائہ پس یہ سنکروہ اعرابی مسجد مین
حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرتؑ مشغول نماز ہین پس یہ سامنے حضرت کے کھڑا ہوا وانشاء

لم یخب الآن من رجاک		ومن حرک دون بابک الحلقہ	
انت جواد وانت معتمد		ابوک قد کان قاتل الفسقہ	
لولا الذی کان من ابآئکم		لکان الجحیم علینا منطبقہ	

پس جبکہ حضرتؑ نے سلام پھیرا تو قنبر سے فرمایا کہ مال حجاز سے کچھ باقی ہی قنبر نے
عرض کیا کہ چار ہزار اشرفیان فرمایا لے آؤ جب وہ اشرفیان حاضر کی گئین تو
حضرتؑ نے ردا اپنی دوش مبارک سے اوتار کے اُس ردا مین اشرفیان باندہین
اور پس در کھڑے ہوے واخرج یدہ من شقوق حیاءً من الاعرابی وانشاء یقول

خذھا فانی الیک معتذر		واعلم بانی علیک ذو شفقہ	۵
لو کان فی سیرنا الغداۃ عصاً		امست سمانا علیک مندفقہ	
لکن ریب الزمان ذو غیر		والکف منی قلیلۃ النفقہ	

فاخذھا الاعرابی وبکی فقال لعلک استقللت ما اعطیناک فقال لا یابن
رسول اللہ بل ابکی علی انہم کیف یاکل التراب جودک وایضاً فی البحار
ان عبد الرحمن السلمی علم ولد الحسینؑ سورۃ الحمد فلما قرأھا علی ابیہ اعطاہ
الف دینار والف حلۃ وحشا فاہ درا فقیل فی ذلک فقالؑ این یقع ھذا من
تعلیمہ وفی المناقب انہ دخل الحسینؑ علی اسامۃ بن زید وھو مریض و
یقول واغماہ فقال الحسینؑ وماغمک یا اخی قال دینی وھو ستین الف
درھم فقال علی قضائھا فقال انی اخشی ان اموت فقضاھا فی مجلسہ

اور راہ کربلا مین وہ سخاوت کی کہ حر کے رسالہ کے ہزار سوارونکو مع مرکب پانی سے سیر کر دیا
اور شب عاشور محمد ابن بشیر خضرمی سے کسی نے کہا کہ تمہارا بیٹا سرحد رئی مین قید ہو گیا ہی یہ
سنکے محمد ابن بشیر نے کہا کہ اسکا اجر خدا پر ہی مجکو ایسی زندگی شاق ہی کہ وہ قید رہی اور مین جیتا رہون
فقال الحسین ع رحمک اللہ انت فی حل من بیعتی پس تم اپنے بیٹے کی رہائی کی تدبیر کرو فقال اکلتنی
السباع حیا ان فارقتک پس فرمایا حضرت نے اچھا اگر تم نہین جاتے تو یہ بردیمانیان
اپنے اس فرزند کو دو کہ یہ اپنے بھائی کے چھڑانے کی تدبیر کرے یہ فرما کر پانچ بردیمانیان
دین کہ قیمت اُنکی ہزار اشرفی کی تھی اور روز عاشور تو وہ سخاوت کی اور ایسی زکوۃ دی
کہ سابق مین کسی نے نہ دی تھی اور نہ لاحق مین کوئی دے گا اسوجہ سے کہ جمع کیا اس ایک
زکوۃ مین جمیع معانی وتمام اقسام اور کل انواع کو اور ترقی کی ادنائے افراد سے
طرف اعلائے افراد کے اور نوع الانواع سے طرف جنس الاجناس کے پس زکوۃ
بمعنے طہارت ایسی دی کہ بعد موت حاجت غسل نرہی پھر زکوۃ بمعنے نمو وزیادت علو
درجت اور سمو مرتبت مین ایسی دی کہ اُنکی درجہ کی مثل بہشت عنبر سرشت مین کسی کا
درجہ نہوگا جیساکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہی یا حسین ان لک
درجۃ فی الجنۃ لا تنالہا الا بالشہادۃ بلکہ ترقی کی فرد ادنائے زکوۃ
مال سے طرف اعلائے افراد زکوۃ ابدان کے بلکہ حق یہ ہی کہ یہ زکوۃ خاص تھی کہ تکلیف
اسکی ہر زکوۃ کی تکلیف سے علیحدہ تھی مکلف اسکے جدا تھے مال مزکی جدا تھا
طرز تحصیل اسکا جدا تھا انداز تقسیم اسکا علیحدہ تھا وقت تقسیم جدا تفصیل اس اجمال کی
بدین منوال ہی کہ ہر زکوۃ کی تکلیف اغنیا پر ہی اور یہان تکلیف زکوۃ اُن لوگون کو تھی کہ جو
تین دن سے ایک قطرۂ آب کے محتاج تھے مکلف اسکے جدا تھے اسواسطے کہ تکلیف

نا بالغون کو بھی ہوئی بے ہوشونکو بھی ہوئی مثل حضرت سکینہ و سید سجادؑ کے اور بال مرغی
جدا اسوجہ سے تھا کہ زیور ولباس مین زکوۃ نہین ہی مگر حضرت نے لباس وزیور بھی
اُسکی راہ مین عزیز نکیا چنانچہ لباس کہنہ اپنا دیا عمامہ رسولخدا کا چادر جناب زینبؑ وام کلثومؑ
کی خلخال فاطمہ صغریٰ کی بُندے سکینہؑ کے اور زراعت اگر آب باران سے سیراب ہوئی
تو زکوۃ عشر ہی اور سینچنے سے تیار ہوئی ہو تو نصف العشر ہے اور جو زراعت کہ نایابی
آب سے خشک ہوگئی ہو اُسمین زکوۃ نہین مگر امام حسینؑ نی زراعت خشک مین زکوۃ نہ عشر
نہ نصف العشر دی بلکہ تمام کھیتی فاطمہؑ زہرا کی دوپہر مین لُٹادی اور زکوۃ بدن مین کیسے
ابدان طیبہ و طاہرہ دیدیے کہ جسکے بارہمین امام رضاؑ فرماتے تھے لیس لھم
علی وجہ الارض من شبیہ اور اپنے بدن شریف کی تو ایسی زکوۃ دی کہ جانور تک
اُس سے محروم نرہی خدا لعنت کرے گھوڑون پر لشکر عمر سعد کے کہ وہ کیا کچھ اُس جسم
شریف سے اپنے سمون مین لیگئے عقرت بنات الاعوجیۃ ھل درات +
ما یستباح بھا وماذا یصنع + مصرف اسکا منجملہ مصارف زکوۃ کے یہ تھا کہ جو غلام تحت
شدۃ ہون اُنکو مال زکوۃ سے بچا لینا چاہیے پس امام حسینؑ نے یہ زکوۃ دیکر ہم غلامون کو
شدت عذاب جہنم سے چھُڑالیا تحصیل جدا اسوجہ سے تھی کہ اول تو محصلین جانب امامؑ
سے ہون اور محصل ان جملہ زکوتون کے جانب یزید وعبید اللہ ابن زیاد و سنان ابن انس و شمر
ابن ذی الجوشن اعدا اور ارازل مقرر تھے طرز تحصیل بھی جدا اسوجہ سے تھا کہ شریعت مین حکم یہ ہی کہ جو تحصیل
مال کو جاے تو صاحب مال پر سلام کرے اور کہے تصدق رحمک اللہ مما اعطاک
اللہ یہ زکوۃ اس عنف و شدت سے لیگئے کہ خیمہ مین گھس کے چادرین سرون سے چھیننا
شروع کین وھن یلذن بعضھن ببعض اور بعض نے پوست گوسفند نیچے سے امام زین العابدینؑ

کی اسطرح کھینچا کہ وہ جناب منھ کی بھل زمین پر گر پڑیں دوسرا حکم یہ ہے کہ صاحب کوۃ اگر زکوۃ نہ دے اور قرار کرے تو تعاقب نہ کرے اسکا

ولقد حکت بنت الحسین حکایتا ٭ حلت وکاء مدامع العلماء ٭ قالت خرجت من الخبا

فلاح لی ٭ جسد الحسین عری علی البوغاء ٭ عریان مخضوب بالفیض دمائہ ٭ فکانما فی حلۃ حمراء

فلطمت وجهی حسرۃ فصرخت وا — ذلی عقیبك یا ابی و سبائی

وشكلت ان القوم توثر قتلنا — وسبینا بالذل سبی اماء

واذا برجس یسلب النسوان قد — اهدی لهن ملابس البأساء

ففررت منه وقلت لا من منجاء — الا الفرار بهذہ القفراء

فضعفت من فزعی وهلت ادمعی — والرجس ینزع برقعی وردائی

ودنی الی اذنی ینزع منهما — قرطیهما جرا فسال دمائی

واذا لعمتی الثکول تضمنی — ضم العزام شجیۃ بشجائی

وتقول قومی لست ادری ما جری — باخیك والایتام من اذراء

قد عوت هل من خرقۃ یا عمتا — احمی بها راسی من الاعداء

قالت وها حالی کحالك ما علی — راسی یری شیء من الاشیاء

واذا بجنبیها الشدۃ ضربها — کالنیل لیس لها رؤی و بهاء

واستنهضتنی للخباء واذا — جم الرزایا مظلم الارجاء

واخی العلیل علی جلیل مصابنا — یبکی کسیل الوجه فی الغبراء

فیقول من الم امض فوادہ — یا لیتنی ما کنت فی الاحیاء

الا لعنۃ الله علی القوم الظالمین

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ششم تمہید مقدمۂ حج

بنی الاسلام علی خمسۃ اشیاء الصلوۃ والصوم والزکوۃ والحج والولایۃ

حج لغت مین بمعنے قصد ہی اور فیروز آبادی نے قاموس مین لکھا ہی کہ استعمال لفظ حج کا معانی کثیرہ مین ہوتا ہی ایک بمعنے قصد دوسرے کف نفس تیسرے قدوم چوتھے لبیک کہنا پانچوین کثرت آمد و رفت چھٹے قصد مکۂ معظمہ واسطے ادائے مناسک کے اور خلیل کے نزدیک کثرت قصد ہی طرف اُس چیز کے جسکو یہہ شخص عظیم جانے اور شرع مین حج اوس عبادت کو کہتے ہین جو ادا کیجاے مشاعر مخصوصہ مین پس لفظ حج نقل کی گئی ہی معنی لغوی سے طرف ان معنون کے لیکن یہ نقل کس وقت اور کب ہوئی اسمین کلمات علما کے مختلف ہین تحقیق کا اسکی مقام مقام آخر اور محل دیگر ہی یہ وقت و مقام تحمل اُن ابحاث کثیرہ اور تقریرات طویلہ کا نہین ہوسکتا بنابرین اکتفا اُسکی وجوب و استحباب کی بیان پر کیجاتی ہی قد اجمع المسلمون کافۃ علی وجوبہ یعنے اجماع و اتفاق کیا ہی کافۂ مومنین بلکہ جمیع مسلمین نے حج کے وجوب پر تمامی عمر مین ایک مرتبہ بحسب اصل شریعت کے و الاصل فیہ اولاً قولہ تعالی ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا و من کفر فان الله غنی عن العالمین و ثانیاً قول النبی صلے الله علیہ و آلہ من مات و لم یحج فلیمت انشاء یہودیاً او انشاء نصرانیاً اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جو حجۃ الاسلام بجا نہ لائے درحالیکہ کوئی مانع نہو تو وہ یا یہودی مرے گا یا نصرانی ورد فی الکافی

فی الصحیح عن معویۃ بن عمار عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال اتی النبی رجلان
رجل من الانصار و رجل من ثقیف فقال الثقفی یارسول اللہ حاجتی فقال سبقک اخوک
الانصاری فقال یارسول اللہ انی علی ظہر سفر وانی عجلان فقال الانصاری انی قد
اذنت لہ فقال صلی اللہ علیہ وآلہ ان شئت سالتنی وان شئت نبئتک
فقال نبئنی یارسول اللہ فقال جئت تسئلنی عن الصلوۃ وعن الوضوء وعن
المسجد فقال الرجل ای والذی بعثک بالحق فقال اسبغ الوضوء واملاء
یدیک من رکبتیک وعفر جبینک فی التراب وصل صلوۃ مودع وقال الانصاری یارسول اللہ
حاجتی قال ان شئت سالتنی وان شئت نبئتک فقال یارسول اللہ نبئنی
فقال جئت تسالنی عن الحج وعن الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ
ورمی الجمار وحلق الراس ویوم العرفۃ فقال ای والذی بعثک بالحق نبیا پس فرمایا
حضرت نے کہ ثواب حج یہ ہی کہ ناقہ تیرا زمین سے ایکقدم نہ اُٹھائیگا مگر یہ کہ حقتعالی ایک حسنہ
تیرے نام پر لکھے گا اور زمین پر پانون نہ رکھیگا مگر یہ کہ حقتعالے تجھسے ایک گناہ محو کریگا
اور طواف وسعی کا یہ عوض ہی کہ گناہ تیرے ایسے محو ہونگے کہ جیسے اُسی وقت تو شکم مادر سے
پیدا ہوا اور رمی جمرات ذخیرہ روز قیامت ہی اور حلق راس کا ثواب یہ ہی کہ ہر بن مو سے
روز قیامت نور ساطع ہوگا اور روز عرفہ وہ روز ہی کہ حقتعالے اُس روز مباہات کرتا ہی
ملائکہ پر پس اگر تو اُس روز حاضر ہو اور گناہ تیرے مثل ریگ بیابان اور قطرات باران اور
ایام عالم کی ہون تو کل بخشدیئے جائینگے اور عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور
اُنھون نے اپنے آباء کرام علیہم السلام سے روایت کی ہی کہ ایک اعرابی نے جناب رسالتمآب
سے عرض کیا کہ مین اپنے گھر سے بارادہ حج نکلا تھا مگر حج مجکو میسر نہوا اور مجکو خدا نے

اپنے فضل سے بہت کچھہ دیا ہی اب آپ فرمائین کہ مین اپنے مال سے کسقدر راہ خدا مین دون کہ مجکو ثواب حج ملے فرمایا حضرت نے کہ تو کوہ ابو قبیس پر نظر کر اگر یہ پہاڑ طلای سرخ کا ہو جاے اور تو سب راہ خدا مین دیدے تب بھی تجکو وہ ثواب نہین مل سکتا جو حاجی کو ملتا ہی اسواسطے کہ حاجی جسوقت سے سامان سفر درست کرتا ہی اور جو چیز اُٹھاتا ہی حقتعالے اُسکی واسطے دس حسنہ لکھتا ہی اور جو شئی رکھتا ہی اُسکے عوض مین حقتعالے دس گناہ اُسکے نامہ عمل سے محو کرتا ہی اور دس درجہ اُسکے بلند کرتا ہی اور جب سوار ہوتا ہی تو اُسکے ناقہ کے ہر قدم کے اُٹھانے اور رکھنے مین دس حسنہ لکھے جاتے ہین اور دس گناہ محو ہوتے ہین اور جب طواف کرتا ہی تو کل گناہون سے پاک ہو جاتا ہی وعن ابی بصیر قال الحاج والمعتمر فی ضمان اللہ فان مات متوجھا غفر اللہ لہ ذنوبہ وان مات محرما بعثہ اللہ ملبیا وان مات باحد الحرمین بعثہ اللہ من الامنین وان مات منصرفا غفر اللہ لہ جمیع ذنوبہ اور منقول ہی کہ ابن ابی العوجہ کہ شاگرد حسن بصری تھا خدمت مین امام جعفر صادق ع کے آیا اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین کچھہ سوال کرون فرمایا حضرت نے جو چاہے تو سوال کر فقال الی کم تدوسون ھذا البیدر وتلوذون بھذا الحجر وتعبدون ھذا البیت المرفوع بالطوب والمدر وتھرولون ھرولۃ البعیر اذا نفر ان من فکر ھذا وتدبر علم ان ھذا فعل غیر حکیم ولا ذی نظر وانت راس ھذا الامر وسنامہ وبواہ ونظامہ فقال ابو عبد اللہ استعبد اللہ عز وجل خلقہ لیختبر طاعتھم فی اتیانہ فحثھم علی تعظیمہ وزیارتہ وجعلہ محل انبیائہ وقبلۃ للمصلین فھو شعبۃ من رضوانہ وطریق یؤدی الی غفرانہ وعن عبد اللہ بن یحیی الکاھلی قال سمعت ابا عبد اللہ یقول ویذکر الحج

فقال قال رسول الله صلی الله علیه وآله هو احد الجهادین هو جهاد الضعفاء ونحن الضعفاء واما انه لیس شیٔ افضل من الحج الا الصلوٰة وفی الحج ههنا صلوٰة ولیس فی الصلوٰة قبلکم حج لا تدع الحج وانت تقدر علیه اما ترىٰ انه یشعث رأسك وتقشف فیه جلدك ویمنع فیه من النظر الی النساء وانا نحن ههنا ونحن قریب ولنا میاه متصلة ما یبلغ الحج حتی یشق علینا فکیف انتم فی بعد البلاد وما من ملك ولا سوقة یقبل الی الحج الا بمشقة فی تغیر مطعم او مشرب او ریح او شمس لا یستطیع ردها وذلك قوله تعالی عز وجل وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف رحیم

محصل ترجمہ حدیث شریف کا یہ ہی کہ عبد اللہ بن یحییٰ کہتے ہین کہ سنا مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ حج احد الجہادین ہی اور یہ جہاد ضعفا ہی اور ضعفا ہم ہین کوئی چیز حج سے بہتر نہین ہی مگر نماز پس وہ حج مین داخل ہی اور نماز مین حج داخل نہین نہ ترک کرو حج کو اگر تم قادر اُسکے بجا لانے پر ہو اگرچہ یہ عبادت شاقہ ہی کہ سر اسمین گرد آلود ہوتے ہین اور جلد حرارت آفتاب سے متغیر ہوتی ہے اور نظر نسوان پر ممنوع ہو جاتی ہی اور ہم لوگ اگرچہ قریب ہین اور تا خانہ کعبہ ہمکو چاہ و چشمے متصل ملتے ہین اور پانی برابر دستیاب ہوتا ہی تاہم پہونچنا وہان تک خالی از مشقت نہین ہی پس کیا حال ہوتا ہوگا تملوگون کا کہ مسکن تمہارے بلاد بعیدہ مین ہین کوئی بادشاہ خواہ بازاری حج سے مشرف نہین ہوتا مگر بمشقت تمام جیسے کہ آب و طعام اُسکا ہر روز جدید و خلاف مزاج ہوتا ہی اور صدمات بادہای تند کے اُٹھانے پڑتے ہین اور تحمل تمازت آفتاب کا کرنا ہوتا ہی چنانچہ اسطرف اپنے

قول مین حقتعالے اشارہ فرماتا ہی وتحمل اثقالکم الے بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق
الانفس ان ربکم لرؤف رحیم یہی وجہ ہی کہ حج اعظم شعائر اسلام اور بہترین و
وسائل تقرب انام طرف حضرت ملک علام کے ہی حتی ورد عن حجج اللہ ایما مین
ان الحج المبرور لا یعدلہ شئے ولا جزاء لہ الا الجنۃ بظاہر یہ حکم حکم
حجۃ الاسلام ہی والا زیارت امام حسین علیہ السلام مثل ومعادل حج بلکہ افضل حج سے ہی
چنانچہ احادیث مین ہی کہ ایک زیارت برابر ہی دو حجون کے بلکہ دس حجونکے بلکہ بیس حجونکے
بلکہ تیس حجونکے بلکہ اسی حجون کے بلکہ سو حجون کے بلکہ لاکھ حجون کے الاآن سب سے
زائد یہ ہی کہ زائر کو ہر قدم پر ثواب ایک حج کا ہوتا ہی بلکہ گام بھی زیادہ ہی ہر قدم اٹھانے
اور رکھنے مین ثواب ایک حج کا ہوتا ہی بلکہ ایک حج کیا سو حجون کا ثواب ہوتا ہی جیسا کہ
پسر دہان نے نقل کیا ہی کہ جو شخص روز عرفہ آب فرات سے غسل کرکے زیارت
مرقد مطہر امام حسینؑ کو جائے بشرطیکہ عارف انکے حق کا ہو تو حق تعالے ہر قدم کے
اٹھانے اور رکھنے مین ثواب سو حج مقبول اور سو عمرہ مبرورہ کا عطا فرماتا ہی اور
اس سے زیادہ یہ فضیلت ہی کہ ہر زیارت کا ثواب اس حجۃ مقبولہ زاکیہ کے ثواب کی
برابر ہوتا ہی جو ہمراہ رکاب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ بجالایا گیا ہو بلکہ ہر زیارت
مین ایسی ہی دو حجون کا ثواب ملتا ہی بلکہ ہر زیارت مین ایسے دس حجون کا ثواب
ملتا ہی بلکہ ہر زیارت مین ایسے بیس حجون کا ثواب ہوتا ہی بلکہ ان سب سے عجیب
تر یہ ہی کہ زائر کو خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے حج کا ثواب ملتا ہی
بلکہ جناب رسالتمآبؐ صلے اللہ علیہ وآلہ کی نوے حجون کا ثواب امام حسین علیہ السلام کی
ایک زیارت مین حق تعالے کرامت فرماتا ہی اذا احۃ الوہم واضاءۃ الفہم

اس مقام پر توہم ہوتا ہی کہ حج باوصف اسکے کہ عبادات شاقہ اور اعمال صعبہ سے ہی
کما یشہد علیہ وجوبہ فی العمر مرۃ مگر زیارت امام حسین علیہ السلام سے
ثواب مین کم ہی حالانکہ اسمین اسقدر اعمال سخت و دشوار نہین جواب اسکا
دو وجہونسے ہی وجہ اول یہ کہ حج زیارت ہی خانہ ظاہری خدا کی اور زیارت امام
حسینؑ زیارت خانۂ باطنی خدا ہی اسواسطیکہ حدیث قدسی مین ہی کہ گنجایش میری
نہ زمین مین ہی نہ آسمان مین ہان اگر گنجایش میری ہی تو قلب پاکیزۂ مومن مین اس سے
معلوم ہوا کہ قلب ہر مومن کا بیت حقیقی خدا ہی اور جب قلب مؤمن بیت اللہ ہوا تو
قلب امام حسین علیہ السّلام تو بدرجۂ اولی بیت اللہ ہوگا اور یہ ظاہر ہی کہ زیارت خانۂ
حقیقی کا ثواب خانۂ ظاہری کی زیارت سے زیادہ ہوگا اور دوسری حدیث مین ہی
کہ حق تعالیٰ نے حضرت داوٗد سے ارشاد کیا کہ ایک مکان میرے رہنے کو خالی کرو
حضرت داوٗد نے کہا کہ پروردگارا تو منزہ ہی مسکن وماوا سے ارشاد ہوا کہ مراد اس سے
یہ ہی کہ اپنے دل کو حب غیر سے خالی کرو بنابر اسکے جو قلب کہ حب ماسوی اللہ سے
خالی ہو جاے وہی خانۂ باطنی خدا ہی پھر اب اُس قلب کا کیا مذکور ہو کہ جو کربلا پہونچکے
ہر طرح سے حب ماسوی اللہ سے خالی ہو گیا اُس قلب پاکیزہ مین نہ حب عزت و حکومت
نہ آرزوے جاہ وحشمت نہ الفت اہل وعیال نہ حب مال و منال نہ خواہش آب و طعام
نہ محبت وطن واحباب باقی رہی تھی بلکہ حضرت نے قلب حق آگاہ کو حب دنیا و ما فیہا سے
خالی کر دیا تھا پس کیونکر ایسا دل مصداق بیت اللہ کا حقیقۃً نہوگا اور کیونکر ثواب نہ زیارت کا
ثواب حج سے بیشتر نہوگا خصوصاً جبکہ انکی زیارت مین بھی مثل حج کے بلکہ اُس سے زیادہ
اعمال شاقہ ہین چنانچہ حج مین اگر تحمل الم ترک وطن و مشقت سفر و تمازت آفتاب کرنا

پڑتا ہے تو اسیطرح زیارت امام حسینؑ مین بھی اکثر تحمل صعوبت سفر و تمازت آفتاب ایسا کرنا پڑتا ہی
کہ صادق آلِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ اُنکے باب مین وفور شفقت سے دعا کرتے ہین اور
فرماتے ہین اللھمّ ارحم تلک الوجوہ التی غیرتھا الشمس فی مودتنا
وارحم تلک الخدود التی تقلبت علی قبر جدی الحسینؑ اور اگر حج مین حکم
لبیک کہنے کا ہی تو بعض زیارات مین وارد ہی کہ زائر لبیک کہتا ہوا داخل حرم ہو ظاہرا وجہ
حج مین لبیک کہنے کی یہ ہی کہ یہ جواب ہی ندائے حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ علیہ السلام کا
جب اُنھون نے آواز دی ہی مقام ابراہیمؑ پر جاکے ھلموا الی الحج کی پس گویا حاجی اُنکے
جواب مین کہتا ہی ہم حاضر ہین حاضر ہین اور زیارت مین جواب ہے امام حسینؑ کے اُون
استغاثون کا جو عالم بیکسی مین باآواز بلند فرماتے تھے اما من مغیث یغیثنا اما من
مجیر یجیرنا اما من راحم یرحم علینا پس گویا زائران فریاد سنکے جواب
مین کہتا ہی اے فرزند رسول ہم حاضر ہین اور اگر حاجی کو حکم برہنہ سر غبار آلود ژولیدہ مو
ہونے کا ہی تو زائر امام حسینؑ کو بھی حکم ہی کہ برہنہ سر ژولیدہ مو غبار آلودہ ہو ظاہرا
ان دونون مقامون مین سر برہنہ ژولیدہ مو ہونے کا حکم واسطے اظہار تذلل و
انکسار ہی یا حج مین فقط واسطے اظہار تذلل وانکسار کے ہی اور زیارت مین واسطے
تاسی رسول خدا کے جیسا کہ ام سلمہ نے خواب مین دیکھا ہی کہ حضرت بعد شہادت اپنے فرزند کی زیارت سے
پھرے ہین اور برہنہ سر غبار آلود ہین بلکہ زیارت مین بہ نسبت حج کی زیادہ صعوبت
یہ ہی کہ زائر کو ساتھ اس سب کے کئیب و محزون و مغموم و مکروب باشکم گرسنہ
ولب تشنہ زیارت کو آنا چاہیے لان الحسینؑ قتل کئیبا محزونا مکروبا جائعا
عطشانا اور دوسری وجہ ثواب زیارت کی ثواب حج سے زیادہ ہونے کی

یہ ہی کہ دراصل یہ قدر ہمارے زیارت کی نہین ہی بلکہ یہ قدر اُس ولی خدا کی ہی کہ جسنے
اس خوف سے کہ مبادا یزید مجکو خانہ کعبہ مین قتل کرے اور میرے قتل سے حرمت خانہ
کعبہ برباد ہوجاے حج کو عمرہ مفردہ سے بدل کے ایسا حج اور قصد کیا ہی جس حج کی
استطاعت سواے امام کے کسیکو نہ ہوئی اور ایک ایسے حج کے چھوٹ جانے سے کہ جسکی
منادی جناب ابراھیم خلیل تھے ایسا حج کیا کہ جسکا منادی خود خداوند جلیل تھا اور
قبل خلقت سمٰوات امام حسین علیہ السّلام سے فرمایا تھا یا حسین اشترِ نفسک للہ
بلکہ ایسے حج کی فوت ہوجانے سے کہ جسکا حکم خداوند عالم نے قرآن مجید مین جمیع جن و
انس کو دیا ہی وہ حج باظہار تذلل و عبودیت خاصہ کیا کہ جسکا حکم صحیفۂ خاص مین حضرت
ہی کو ہوا اور وہ یہی حکم تھا یا حسین اشترِ نفسک چنانچہ امام حسینؑ نے روز عاشورا وہ
اظہار عبودیت خاصہ و تذلل و انکسار خاص کیا کہ تذلل و انکسار حج سے بدارج
بڑھ گیا اسواسطےکہ جو کچھ اعمال حج مین ترک لباس دوختہ اور نہمت باندھنے کا اور
سر برہنہ اور ژولیدہ مو ہونے کا اور سر کے بال اوتروانے کا حکم ہی یہ سب واسطے
اظہار عبودیت و تذلل و انکسار کے پیش خداوند غفار ہی اور امام حسینؑ نے روز عاشورا
اسطرح بھی تذلل و انکسار کیا جسطرح افعال حج مین ہوتا ہی اور علاوہ اُسکے جملہ ذلتین اور
توہینین گوارا کرلین پس اگر نظر غور و تامل سے دیکھا جائے تو امام حسین السلام
اُسدن بواطن اصول حج و اسرار خفیات مناسک اور عناصر و جواہر اعمال بجالائے
اور باوصف اسکے پھر بھی ظواہر کو ان بواطن کے اور اعراض کو ان جواہر کے اور
صورتون کو ان عناصر کے اور ہیئات ترکیبیہ کو ان مرکبات کے ترک نہ فرمایا
بلکہ جمیع مناسک و کل اقسام حج مثل حج تمتع و حج قران و حج افراد کے بجمیع سنن و آداب

وبجلہ مندوبات ومستحباب وقت واحد مین بجالاے اور منجلہ مستحبات احرام کے یہ ہے
کہ قبل از احرام ناخون لے اور موے زیر بغل بنواے اور بعد فریضۂ ظہر یا بعد اور کسی
فریضہ کے احرام باندھے پس حضرت نے روز عاشورا اس احرام خاص کیواسطے
قبل از نماز صبح حکم کیا کہ ایک خیمہ جدا نصب کیا جائے حسب الارشاد خیمہ نصب ہوا پھر حکم فرمایا
کہ ایک کاسہ مین مُشک لاؤ اور اُسمین نورہ ملاکر خیمہ مین رکھدو بعد ازان حضرت خیمہ مین
تشریف لیگئے اور تنویر کر کے غسل کیا اور باہر تشریف لا کے خود اذان کہی اور نماز صبح
ادا کی اور اس حج خاص کا احرام بعنوان جدید باندھا اسواسطیکہ ہر محرم کو حکم یہ ہی
کہ لباس سفید غیر دوختہ مین احرام باندھے اور حضرت نے بھی لباس غیر دوختہ
مین احرام باندھا فتداتباع بدیع رسول اللہ اور زرہ لباس دوختہ مین نہین ہی اور
ہر محرم کا حکم یہ ہی کہ اگر راہ چلے تو دھوپ مین چلے پس حضرت بھی جب راہ چلے تو
دھوپ مین چلے بلکہ جتنی دیر ٹھہرے دھوپ مین ٹھہرے اور منجلہ مناسک حج کے
سعی بین الصفا والمروہ ہی علت حکم سعی یہ ہی کہ جب حضرت ہاجرہ تشنگی حضرت اسمعیلؑ
سے خوفناک ہوئین تو مضطربانہ کبھی کوہ صفا پر جاتی تھین اور فریاد کرتی تھین ھل
بالوادی من انیس اور کبھی مضطر ہو کر کوہ مروہ پہ جاتی تھین اور پکارتی تھین ھل بالوادی
من انیس مگر ایسا اضطرار نہ تھا کہ حضرت اسمعیلؑ کو ساتھ لیجاتین لیکن امام حسینؑ ایسی مضطر تھی
کہ علی اصغر کو سعی آب مین ہمراہ لائے شاید حضرت کو ظن غالب اسکا ہو گیا ہوگا
کہ جب تک پانی مین لاؤن گا اُسوقت تک کام انکا تمام ہوجائے گا پس حضرت
علی اصغر کو گود مین لئے ہوے سامنے صفوف لشکر کے کھڑے ہوے اور علی اصغر
کو ہاتھون پر اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل نمایان ہوئی اور باواز بلند پکارے ۹

	ایا ساکنی شام ویا اھل کوفۃ ثلاث لیال قد مضین علی الولا		فرھل ھکذا اوصی النبی المکرم بابا یا مھا والماء علینا محارم	

علی اصغر تو بارہ جگر بھی حضرت نے توسعی گھوڑی پر سیراب ہونیکو واسطی کی کہ ایکا انبوہ کثیر کو ہٹا کر گھوڑا نہر مین ڈالدیا اور فرمایا اشرب انت عطشان و انا واللہ عطشان پھر اس راہ سے کہ جو مکہ معظمہ مین معہود ہو انکو حج قران کرنا چاہیے اور حضرت ایسے مقام پر تھے کہ جو مکہ سے بھی افضل ہے تو جو افعال حضرت سے وہان ہوے وہ سب مشابہ مناسک حج قرآن سے تھے اور حج قران کے جملہ احکام مثل مناسک حج افراد کے ہین مگر فرق یہ ہے کہ قارن کو ہدی ساتھ لانا ہوتی ہے اور اس شناخت کیواسطے کہ یہ ہدی ہے تقلید و اشعار کا حکم ہے اور معنے تقلید و اشعار یہ ہین کہ جس نعل عربی مین اُسنے نماز پڑھی ہو وہ ہدی کے گلے مین ڈال دے اور کوہان شتر اگر ایک ہی اُونٹ ہو تو داہنے جانب سے زخمی کردے اور کئی ہون تو کوہان شتر کو دونون جانب سے زخمی کردے اور اگر ہدی و قربانی چھوٹی مثل گوسفند کے ہو تو فقط تقلید کافی ہے یعنے نعل عربی کا گلے مین اُسکے لٹکانا کافی ہے زخمی نہ کیا جاے پس اس سے بڑھ کے قارن کیا ہدی لائے گا امام حسینؑ اپنے حج قرآن مین ہدی لاتے ہین قمر بنی ہاشم کو جیسا کہ روایت شیخ مفید مین ہے وقصد نحو الفرات وبین یدیہ اخوہ العباس اور تقلید انکی یہ ہی کہ ایک سوکھا مشکیزہ کاندھے پر دوسرے نشانی یہ ہے کہ نشان فوج خدا ہاتھ مین ہے اشعار اس قربانی کا یہ ہوا کہ داہنا اور بایان ہاتھ تلوار سے ابن ورقا اور حکم ابن طفیل کے زخمی کیا گیا حضرت اس ہدی کو قربان گاہ مین چھوڑ کے دوسری قربانی لیتے چلے کہ میان اتنے عرصہ مین اس ہدی کی قربانی ہوگئی اور جو ہدی دوبارہ اپنے ساتھ لائے یہ ایسے ضعیف تھے کہ اپنی گود مین لائے تقلید اسکی حسب دستور چھوٹے چھوٹے

تعویذ گلے مین تھے مین کہتا ہون کہ چھوٹی قربانی کیواسطے پہچان کو تقلید کافی ہے اشعار یعنے کسی
جانب سے زخمی کرنیکا حکم نہین ہے شاید اسوجہ سے کہ اشعار کا تحمل نہو سکے گا مگر خدا لعنت
کرے حرملہ شقی پر فرماہ بسہم مسموم فوقع فی حلق الطفل فذبحہ من الاذن الی
الاذن کما ہو فی المقتل وفی روایۃ ان ذلک السہم قد اصاب خاصرۃ
الطفل فانقلب علی یدی الحسینؑ فصاح واولداہ واقرۃ عیناہ وہو ینظر
الی وجہ ابیہ وتبسم ومات فبکی الحسینؑ بکاءً اشدیداً فجعل یتلقی الدم بکفہ
ورماہ الی الہواء ویقول اللہم انت الشاہد علیہم فانہم قد قتلوا
اشبہ الخلق برسولک فلم یسقط عن ذلک الدم قطرۃ
علی الارض ثم رجع الی الخیمۃ وناولہ بامہ وقال لہا یا رباب
اصبری علی البلاء واشکری الہ الارض والسماء فانہ لا یظما بعد
ذلک ابداً فجعلت تقبلہ وتمسح الدم عن وجہہ ونحرہ وتقول
واحزناہ امثلک ینحر فلما تغیرت حالہا
اخذہ الحسینؑ من حجرہا وجاء بہ فی
المقتل ووضعہ فی القتلی وفی الاحتجاج
انہ نزل عن فرسہ وحفر لہ بجفن
سفیہ ورملہ بدمہ ودفنہ بیدہ
وبکی علیہ بکاءً شدیداً
ویقول واللہ مالی انیس بعد
فرقتکم الا البکاء وقرع السن من ندم ؛

مجلس ہفتم تمہید مقدمۂ ولایت

بنی الاسلام علی خمسۃ اشیاءٍ الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ والحج والولایۃ
الولایۃ بالفتح الربوبیۃ وقیل النصرۃ وبالکسر الامارۃ ویقال ہما لغتان بمعنی الدولۃ وفی النہایۃ
ہی بالفتح المحبۃ وبالکسر التولیۃ والسلطان ومثلہ الولایۃ بالکسر عن ابن السکیت مالکم
من ولایتہم من شیٔ ای من تولیتہم فی المیراث والولی الولی ہو الذی
لہ النصر والمعونۃ والولی الذی یدبر الامر والولی بمعنی الصدیق ۱۲ مدینہ
اور مراد اس جگہ ولایت سے کہ جو مدار اسلام ہی اقرار و اعتقاد ولایت امیر المومنین
یعسوب الدین قاعد الغر المحجلین اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام ہی بمعنے امارت
و تولیت اور اولویت بہ تصرف کی بنا برین مراد اسلام سے اس حدیث مین یا ایمان ہی
یا اسلام باطنی ہی جیسا کہ علما قائل اسکے ہین کہ منکر امامت حضرت امیرؑ ظاہرا مسلمان ہی اور باطنا
کافر ہی یا مراد ولایت سے عدم اظہار عداوت اہلبیت ہی اسواسطے کہ معلن عداوت اہلبیت،
ظاہر مین بھی کافر ہی جسطرح باطن مین کافر ہی بنا بر اسکے معنے اس حدیث کے توصیح
ہو جائینگے مگر اہلسنت بھی موالیان اہلبیت مین داخل ہونگے نہ حقیقۃ بلکہ مجازا پس اسوقت
مین اسلام بھی ظاہری مراد ہوگا اور بہترین احتمالات یہ ہی کہ مراد بناء اسلام سے ولایت
پر یہ ہی کہ عمدہ فوائد اسلام جو کہ دخول جنت و قبول اعمال ہی بدون ولایت کے حاصل نہین
ہوتا جیسا کہ معصوم نے تاویل مین حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ

کے فرمایا من قال لا الٰہ الا اللہ بشرطہ وشروطہ دخل الجنۃ ونحن من شروطہ یعنے جو شخص کہے لا الہ الا اللہ مع شرطہ وشروطہ وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوگا اور اُسکے شروط سے ہم ہین یعنے ہمارے ولایت شرط دخول بہشت ہی ۱۲ اشعار

هو العروة الوثقى لمعتصم بها — مناقبهم جائت بوحي وانزال
مناقب في شورى وسورة هل اتى — وفي سورة الاحزاب يعرفها التالي
وهم اهل بيت المصطفى فولائهم — على الناس مفروض بحكم واسجال

یعنے ہر شخص اُنکے ساتھ تمسک کرے کہ وہ ایسے حبل متین وعروۃ الوثقی ہین کہ مناقب وفضائل اونکے قرآن مبین مین جبرئیل امین لیکر نازل ہوے چنانچہ فضائل ومناقب سے اُنکے سورہ شوریٰ وہل اتیٰ اور احزاب مملو ومشحون ہین پس یہی لوگ اہلبیت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ ہین کہ جنکی ولایت بحکم رب الثقلین عین فرض وفرض عین ہی پس حاصل معنے اس حدیث کے یہ ہونگے کہ اشیاء مذکورہ بالا مجموع من حیث المجموع موجب حصول فائدہ اسلام ہین کہ دخول بہشت ہی بلکہ ولایت کے آخر مین ذکر کرنے سے اشارہ جلیہ اسطرف ہی کہ اگر یہ امور مذکورہ بالا کئے بھی جائین اور آخر الامر ولایت قبول نکی جاوے تو ہرگز آخرت مین رستگاری نہین ہی جیساکہ محقق نصیر الدین طوسی فرماتی ہین ۔ لو ان عبدا اتی بالصالحات

وودّ کل نبیّ مرسل وولی — وصام ما صام صوّامٌ بلا ملل
وقام ما قام قوّامٌ بلا کسل — وحج کم حجۃ للہ واجبۃ
وطاف بالبیت حاف غیر منتعل — وطار بالجو لا یاوی الی احد
وغاص فی البحر ماموناً من البلل — واکسی الیتامی من الدیباج کلہم

واطعمهم من لذيذ البر بالعسل		وعاش في الناس الا فا مولفة
عار من الذنب معصوما من الزلل		فليس في الحشر يوم البعث منتفعا

الا بحب امیر المومنین علی ع

یعنے اگر کوئی اپنی عمر عزیز کو صرف امور خیر اور محبت ہر نبی و مرسل مین کرے اور قائم اللیل اور صائم النہار ہو اور کتنے ہی حج واجب ادا کئے ہون اور طواف خانہ کعبہ برہنہ پا بجا لایا ہو اور زمین سے آسمان پر جاے اور عمیق دریاون کی تھون تک پہونچے اور یتیمون کو لباس دیبا پنہاے اور طعام لذیذ کھلاے اور ہزار سال بدون گناہ و عصیان زندگانی کرے تو بھی روز حشر و نشر بدون ولایت امیر المومنین علیہ السّلام کے رستگاری نہوگی اور کوئی عمل بکار آمد نہوگا۔ ۵ بر مرکب سعادت عقبی نشد سوار + جز مقبلے کہ روے بدان شہریار کرد + بیم صراط و آتش دوزخ کجا بود + آنکس کہ بر ولاے علی زینہار کرد + پس ولایت اُن جناب کی وہ فریضۂ لازمہ ہی کہ جسکے اعتقاد کا حکم حق تعالےٰ نے ہر ذی عقل و شعور کو دیا ہی اور اسی کے ابلاغ و تبلیغ مین اپنے حبیب سے خطاب با عتاب کیا ہی اور فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل علیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس پس بنابراس تاکید و تہدید کے حضرت نے وقت گرم و موسم حار مین تمام قافلہ کو ٹھرایا اور منبر پالان شتر سے بنایا اور جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور ایک خطبہ فصیح و بلیغ انشا فرمایا۔ اور اثناء خطبہ مین ارشاد کیا الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من

نصرہ واخذل من خذلہ یعنے مین بہتر تمہارے واسطے تمہارے کل امور مین تمہارے
نفوس سے ہون یا نہین تمام قافلہ نے کہا کیون نہین آپ اولیٰ ہین ہمارے واسطے
ہمارے نفوس سے بعد ازین فرمایا حضرت نے کہ مین جسکا مولی اور آقا ہون پس یہ
علے بھی اُسکے مولے و آقا ہین اور یہ قصۂ غدیر خم معروف ومشہور اور کتب
جمہور مین مسطور اور السنۂ خلق پر نظماً ونثراً مذکور ہی چنانچہ حسان نے کس حسن سے اُسکو نظم کیا ہی

شعر ینادیہم یوم الغدیر نبیہم	بخم واسمع بالرسول منادیا
فقال فمن مولاکم وولیکم	فقالوا ولم یبدوا ہناک التعادیا
الٰہک مولانا وانت ولینا	ولن تجدن منا لک الیوم عاصیا
فقال لہ قم یا علی فاننی	رضیتک من بعدی اماماً وہادیا
ہناک دعا اللہم وال ولیہ	وکن للذی عادی علیا معادیا

یعنے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے روز غدیر خم باواز بلند پکارکے تمام قافلہ کو
فرمایا کہ مین تمہارا مولا ہون یا نہین جب سبنے اقرار کرلیا اُسوقت فرمایا کھڑے ہوای علی کہ مینے تمکو خلیفہ وامام گردانا
چنانچہ اسی جگہہ سے جامی کہتا ہی شعر بے پیروی شاہ ولایت قدم مزن + کورا
سران قافلہ رہبر نوشتہ اند + بلکہ بنابر مزید عنایت واعتنا کے حق تعالیٰ نے
انکی ولایت وامارت کو اپنے ولایت وسلطنت کا قرین گردانا اور فرمایا
انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ
وہم راکعون اس آیۂ وافی ہدایہ مین چار مقام معرکہ آرائے فحول اور مضمار انظار ارباب
عقول اور محل اختلاف موالیان آل رسول واہلسنت ہین اور فضلائے روزگار ومعروفان
کار نے جانبین سے نقض وابرام اور رد واحکام پر کمر ہمت محکم باندھ لی ہے

بمصداق شعر جناب امیر علیہ السلام ؎ اللیل داج والکباش تنتطح ❊ نطاح اسْد ادارها تصطلح ❊ یعنے شب تیرہ و تار ہی اور مینڈھے لڑائے گے مثل شیرون کے سر دہن رہی ہین کہ ہرگز اُمین صلح و اتفاق کی امید نہین مگر موالیان اہلبیت اطہار اور شیعیان حیدر کرار کو ضرورت صلح کیا ہی اُنھون نے اس مطلب اہم اور مقصد اقصی پر براہین باہرہ اور حج قاہرہ کانّہا سیوف شاھدۃ تسفک دماء اعادی العترۃ الطاھرۃ قائم کی ہین اور برکت دعاے جناب رسالتمآبؐ اللّٰھم انصر من نصرہ سے اس معرکہ مرد آزما مین مظفر و منصور اور دشمنان اہلبیت مغلوب و مقہور ہی جیساکہ جامی حضرت امیر علیہ السّلام کی طرف خطاب کرکے کہتا ہی ؎

آنی کہ دوستان ترا روز معرکہ		منصور خواندہ اند و مظفر نوشتہ اند

چنانچہ ان بلاد مین ہمارے ابائے کرام و اجداد فخام نے بضرب شمشیر زبان اور طعن سنان قلم اس معرکہ کو کس پامردی سے سر کیا اور علم ہدایت و لواے ولایت کو عین کفر و ضلالت مین نصب کیا ہر کہ اقدم و اول و افضل و اکمل اُنمین سے جد بزرگوار جناب غفران مآبؒ مولانا السیّد دلدار علیصاحب ہین جنکی شان مین علماے عراق لکھتے ہین لولاہ لم یقم للاسلام فی البلاد الھند یۃ عمود ولم یخضر للایمان عود بعد اونکی ذات قدسی صفات جناب جد امجد سلطان العلما رضوان مآب کے ریاض سے ریاض اسلام سرسبز و شاداب اور حدیقۂ ایمان و اجتہاد بانضارت و آب رہا چنانچہ جناب مفتی صاحب رحمہ اللہ اونکی مدح مین فرماتے ہین

؎ فرازندۂ رایت اجتہاد		ز حق حجت و آیتے بر عباد
سہ ساطع آسمان ہدے		سمیّ جناب رسول خدا

امامیکه در قطع و فصل عدا	حسامی است مسلول دست خدا
بطعن الرماح است گرم مصاف	کشد صیف ناسخ بر اہل خلاف
نمایان بمیدان دین پرورے	زہر ضربتش ضربت حیدری
دل سنیان داغدار است ازو	که ہندوستان سبز وار است ازو
بدست و قلم حامی مذہب است	مددگار اسلام روز و شب است
قلم در کف و لوای علی است	که ازوی نشان ولائی علی است

اور دوسری جگہ فرماتے ہین

از رگ جان مخالف حال کلکش ان ہیں	خامہ در کف یا که از الماس نشتر داشتند
؎ اولئک آبائی فجئنی بمثلهم	اذا جمعتنا یا جریر المجامع

مگر از بسکه انسان کو فخر وصف اضافی پر بیجا اور ناز فضل و شرف آباء و اجداد پر ناز زیبا ہی جیسا که ولی کردگار وصی احمد مختار کرار غیر فرار فرماتے ہین ؎

ان الفتی من یقول ها انا ذا	لیس الفتی من یقول کان ابی

یعنے مرد میدان وہ ہی جو کہے ہم موجود ہین جو چاہے مقابلہ پر ہمارے آدمی اور ہنر آزمائی اور وہ مرد نہین ہی کہ جو کہے کہ ہمارے جد و پدر ایسے فارس میدان وغا اور ایسے شہسوار معرکہ ہیجا تھے بدین وجہ مین بھی کمیت قلم کو اس میدان مین جولان گر تا ہون اعنی کہتا ہون

؎ منم که مہر ولی الله از دل پاکم	ہمی درخشد مانند گوہر شفاف
منم که خون عدو قلم ز تف آتش مہر	چو آہوان ختن مشک میشود در ناف
منم که موی وجودم بگاه رزم سخن	شود بکین خوارج چو رمح زہرہ شگاف

مقام اول یہ کہ علامۂ حلی احله الله دار الکرامه لکھتے ہین کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی

دوستدار علی عالی باش	شیعۂ و مؤمن و موالی باش

اور ابن مردویہ نے عمار یاسر سے نقل کیا ہی کہ جناب امیرؑ نماز مستحب پڑھ رہی تھے
کہ سائل نے سوال کیا پس حضرت نے انگوٹھی دست حق پرست سے اوتاردی
اُس سائل نے جناب رسالتمآبؐ سے یہ ماجرا بیان کیا پس یہ آیت نازل ہوئی
اور جناب رسالتمآبؐ نے اس آیت کو سامنے اصحاب کے تلاوت فرمایا پھر ارشاد کیا
من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہی کہ ایک روز ابن عباس کنارے پر چاہ زمزم
کے بیٹھے ہوئے نقل حدیث کرتے تھے کہ ناگاہ اباذر غفاریؓ آئے اور کہا مین ہون
اباذر غفاری کہ سنا مینے جناب رسالتمآبؐ سے انہین دونون کانون سے اور اگر
مین خلاف بیان کرتا ہون تو یہ دونون گوش کر ہو جائین اور دیکھا مینے ان دونون
آنکھون سے اور اگر خلاف کہتا ہون تو یہ دونون آنکھین کور ہو جائین کہ فرمایا حضرت
نے علیؑ قائد البررۃ و قاتل الکفرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ علیؑ پیشواے نیکوکاران
و کشندہ کافران ہین منصور ہی ناصر اُنکا مخذول ہی دشمن اُنکا تحقیق کہ ایک دن مینے پشت سر
جناب رسالتمآبؐ کے نماز ظہر پڑھی ناگاہ ایک سائل آیا اور اُس نے سوال کیا لیکن کسی نے
کچھ ندیا اُسوقت اُسنے ہاتھ آسمان کیطرف بلند کر کے کہا خداوندا گواہ رہنا کہ مین نے مسجد
رسولؐ مین سوال کیا اور کسی نے کچھ سلوک نکیا اب مین ایسی در سے محروم پھرا جاتا ہون
اور جناب امیر اُسوقت حالت رکوع مین تھے حضرت نے انگشت مبارک سے
اشارہ اُس سائل کیطرف کیا وہ قریب آیا اور انگوٹھی حضرت کی اُنگلی سے اوتار لی
جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے حالت نماز ہی مین اس امر کا مشاہدہ کیا

جب نماز سے فارغ ہوے تو سر آسمان کیطرف بلند کیا اور عرض کیا خداوندا میرے بھائی
موسٰی نے تجھسے سوال کیا کہ پروردگارا میرے سینہ کو کشادہ کر اور امر دشوار میرا مجپر آسان
وسہل گردان اور کھول دے گرہ میری زبان سے کہ لوگ میرے کلام کو سمجھین اور میری
اہلبیت سے ایک وزیر میرا گردان کہ وہ ہارون ہی اور محکم کر اُس سے میرے بازو کو اور
شریک کر اُسکو میرے کام مین پس دعا تو نے اُنکی مستجاب کی اور خطاب کیا اُنسے کہ ہم
بہت جلد تمھارے بازو کو ہارون سے مضبوط کرینگے اور دونون سلطنتین تمکو دینگے پس
خداوندا مین محمدؐ پیغمبر برگزیدہ تیرا ہون کشادہ کر تو میرے سینہ کو اور آسان کر میرے
امر دشوار کو اور گردان تو میرے لئے ایک وزیر میرے اہلبیتؑ سے کہ وہ علیؑ ہی
اور محکم کر تو اُس سے پشت میری ابوذر کہتے ہین کہ ابھی کلام حضرت کا تمام نہوا تھا
کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی اے محمدؐ پڑھو اس آیت کو پس حضرت نے
اس آیت کی تلاوت فرمائی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ
الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ پس آیت کے نزول سے بعد اس دعا کے
صاف ظاہر ہی کہ حقتعالے کا مقصود یہ ہی کہ جس امر کا تمنے ہمسے سوال کیا وہ ہمنے قبول کیا
جس شخص مین یہ صفات ہین اُسکو ہمنے تمہارا وزیر گردانا اور یہ صفت اسوقت مین سوائے
جناب امیرؑ کے کسی مین نہ تھی یہی وجہ ہی کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا یا علی انت
منّی بمنزلۃ ھٰرون من موسٰی ؎ شاہیکہ وصی بود ولی بود علےؑ بود +
سلطان سخا و کرم وجود علےؑ بود + ہارون ولایت زپس موسٰی عمران +
واللہ علیؑ بود علےؑ بود علی بود + اور جو کچھ ابوبکر نقاش نے مخالف اسکے لکھا ہی
وہ مثل نقش برآب بے ثبات و قرار ہی اسواسطیکہ خلکان نے لکھا ہی کہ نقاش کی

تفسیر مین کوئی حدیث نہین مگر یہ کہ وضعی ہو عجیب تقشہ ہی کہ روایت ثعلبی کہ جو مدوح
ابن خلکان ہی وہ تو اسوجہ سے کہ متضمن ولایت جناب امیرؑ ہی مقبول نہو اور روایت نقاش
بدقماش کہ جو اکثر مناکیر اور وضعی روایات نقل کرتا ہی بسبب انکار ولایت کے قابل
قبول ہو جائے اگر روایت نقاش بدقماش اسوجہ سے قبول کی گئی ہی کہ ابوبکر نقاش
ہمنام ابوبکر صدیق تھا تو ابوبکر جوہری کی روایت بھی غصب فدک مین ضرور قبول
کرنا چاہیئے حالانکہ جوہری و نقاش مین جوہر شناسون کے نزدیک بڑا فرق ہی
شاہ صاحب کو لازم تھا کہ اوّلا بمفاد ثبت العرش ثم انقش اُسکی روایت کی صحت
ثابت کرتے پھر اُسکے نقوش بیہودہ پر نظر کرتے کہ آیا یہ ولایت وا اولویت ایسے
شخص کے مٹا سکتے ہین جو خود نقش اول وا قوای معلولات ہو جیسا کہ شاعر شان مین
حضرت کی کہتا ہی ع نقش بند کاف و نون از بدو فطرت تاکنون + ناکشیدہ چون
مہ رخسار تو نقشی مبین + اور جسکے نقش قدم کے تقدم و فضیلت کے ثبوت کا
مہر کتف خاتم المرسلین ہو ع زہے نقش پائیکہ بر دوش احمد + ز مہر نبوت مقدم
نشیند + پس یہی مہر کتف حضرت جسطرح ظاہرا مہر ثبوت نبوت ہی اسیطرح باطنا مہر
ثبوت فضیلت و تقدم شاہ ولایت ہی قطع نظر اس سب کے وہ خود ولایت
ایسی مستحکم تھی کہ نقش حجر ہو گئی ہی چنانچہ حدیث مین ہی اعطی النبیؐ علیاً خاتما
لینقش علیہ محمد بن عبد اللہ یعنے جناب رسالتمآبؐ نے ایک انگشتری عنایت
کی جناب امیرؑ کو کہ اُسکے نگینہ پر محمد بن عبد اللہ نقش کیا جائے فاخذہ
امیر المؤمنینؑ فاعطاہ النقاش وقال انقش علیہ محمد بن عبد اللہ پس اُس
انگوٹھی کو لیکر جناب امیرؑ نے نقاش کو دیا اور فرمایا کہ اسپر محمد بن عبد اللہ نقش کردے

ہاتھ نقاش کا بھکا اور محمد رسول اللہ نقش ہوگیا بعد ازان جناب امیرؑ نے نقاش سے فرمایا کہ انگوٹھی تیار ہوئی یا نہین اُسنے عرض کیا تیار ہی پس حضرت نے خدمت مین رسالتمآبؐ کی حاضر کی اور عرض کیا یا رسول اللہ نقاش نے جو حکم ہوا تھا وہ نقش نہین کیا اسوجہ سے کہ ہاتھ اُسکا بہک گیا حضرت نے اُس انگوٹھی کو ہاتھ مین لیکر دیکھا اور فرمایا ای علیؑ مین ہی محمد بن عبد اللہ ہون اور مین ہی محمد رسول اللہ ہون اور مین اسی خاتم سے مہر کیا کرون گا دوسرے دن حضرت نے وہ انگوٹھی دیکھی تو دوسری جانب اُسکے منقوش تھا علی ولی اللہ حضرت یہ دیکھکر متعجب ہوے کہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے حضرت نے جبرئیلؑ سے تمام ماجرا نقل کیا حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ حقتعالے فرماتا ہی کہ جو تمنے چاہا وہ تمنے نقش کیا اور جو ہمنے چاہا وہ ہمنے نقش کیا مقام ثانی یہ ہی کہ انما مفید حصر ہی بنابر اسکے حصر ولایت کا خدا اور رسولؐ و جناب امیر مین ہوگا شاہ عبد العزیز دہلوی نے اسپر اولا یہ اعتراض کیا ہی کہ اگرچہ انما سے حصر نکلتا ہی مگر جسطرح یہ حصر باطل کرتا ہی امامت خلفاء ثلثہ کی اسی طرح باطل کرتا ہی خلافت اُن ائمہ کی جو کہ متاخر حضرت امیرؑ سے ہین مثل حسنینؑ اور دیگر ائمہ کے اور بنابر اسکے اگرچہ مذہب اہل سنت باطل ہوگا تو ہوا اسواسطے کہ ہمارے تین امامون کا نقصان لازم آئیگا مگر مذہب شیعہ بھی باطل ہوگا اور اُنکے گیارہ امامون کا نقصان ہوگا بعد اسکے یہ شعر لکھا ہی ع شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ٭ گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ٭ جواب اسکا اولا یہ ہی کہ ہم حصر انما سے استدلال نہین کرتے بلکہ اس آیت سے فقط اسی قدر استدلال مقصود ہی کہ انکی امامت منصوص تھی بخلاف تمھارے خلفا کے کہ اُنکی خلافت منصوص نہ تھی اور ثانیا جواب یہ ہی کہ ولایت امیر المومنینؑ کو ولایت رسول کے قرین گردان کے حصر کرنا قرینہ اسکا ہی کہ مقصود حصر ولایت بلا فصل کا تھا

اور ثالثًا یہ کہ مراد یہان انما سے حصر بمقابل اُن لوگون کے ہی جو کہ حضرت امیر کی خلافت سے
انکار کرتے تھے اور اُنکے مقابل مین اپنے تئین خلیفہ جانتے تھے نہ مقابل مین اُن
لوگون کے جو حضرت امیرؑ کو خلیفہ جانتے تھے رابعًا یہ کہ ولایت جناب امیرؑ بعینہٖ ولایت
دیگر ائمۂ معصومین ہی اسواسطے کہ اُن مین اور حضرت امیرؑ مین جدائی نہ تھی مگر بادی النظر مین
جیسا کہ شافعی کہتا ہے جنس الاجناس علیؑ وبنوہ ٭ نوع الانواع الی حادی عشرہ
پس جس طرح کہ یہ حضرات جناب امیرؑ سے جدا نہ تھے اور جناب امیرؑ ان سے جدا نہ تھے
اسی طرح انکی ولایت اُنکی ولایت سے جدا نہ تھی اور حصر شئی کا مقابل اُسکے نفس کے
نہین ہوتا پس ہمارا کوئی نقصان نہین اگر نقصان ہی تو تمھارا ہی اور خامسًا یہ کہ
روایات مین وارد ہی کہ ہمارے امامون سے ہر امام نے سائل کو انگوٹھی رکوع مین
دی ہی۔ پس یہ آیت شان مین جناب امیرؑ اور جمیع ائمۂ معصومین کے نازل
ہوئی ہی نہ مثل تمھارے ائمہ کے اور خود عمر بن خطاب کہتا ہی لما نزلت ھذہ الاٰیۃ
فی علیؑ اخرجت من مالی صدقۃ تصدقت بھا وانا راکع اربعا وعشرین
مرۃ علی ان ینزل فیّ ما نزل فی علی لکن لم ینزل یعنے جب آیۂ انما ولیکم
اللہ شان جناب امیرؑ مین نازل ہوئی مجھے بھی اسکی آرزو ہوئی کہ اسی طرح کی
میرے لیے بھی کوئی آیت نازل ہو پس مین نے اس خیال سے چوبیس مرتبہ
اپنے تئین نمازی بنایا اور مال اپنا سائلین کو دیکر ضائع کیا لیکن میرے لیے ایک مرتبہ
بھی کوئی آیت مثل علےؑ کے نازل نہین ہوئی یہ عجیب سادہ لوحی تھی یہ نہ سمجھے
کہ کہان انگشتر در نجف اور کہان خاتم فظ غلیظ القلب ہم سنگ خذف
پس جس نگینہ مین دھبا ہوگا اُسکی انگوٹھی کیونکر بے عیب

وقابل قبول ہوگی چنانچہ شاعر اسی طرف اشارہ کرتا ہی ؎

انگشتہ ہی کہ دادہ بسائل عطاے تو		بودش حبان بزیر نگین آفتاب وار
از فیض قرب اسمی آن خاتم است وبس		خاتم کہ این قدر بکرم یافت اشتہار

اعتراض ثانی اہلسنت کا یہ ہی کہ شیخ ابراہیم کردی نے نقل کیا ہی کہ ولایت الذین آمنوا سے زمان خطاب مین یقینا مراد نہین ہی اسواسطیکہ زمان خطاب عہد جناب رسالتمآبؐ تھا اور امامت نیابت رسول ہی بعد انتقال رسولؐ کے اور بعدیت کی کوئی حد نہین خواہ چار برس کے بعد ہو خواہ چوبیس برس کے اور بنا بر اسکے بھی مدعا شیعون کا حاصل نہوگا اور امامت بلا فصل ثابت نہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو یہے غیر مسلم ہی کہ جناب امیر حیات جناب رسالتمآبؐ مین متصف بولایت نہ تھے اسواسطیکہ بالاتفاق ثابت ہی کہ حضرت نے اپنی حیات ہی مین فرمایا تھا انت منّی بمنزلہ ھرون من موسی ؎ نبیؐ برتبۂ موسی فزود عز و شرف + علیؑ برتبۂ ہارون کہ بد برادر او + اور اسمین شک نہین کہ حضرت ہارون حال حیات مین حضرت موسیٰ کے ولیعہد و خلیفہ حضرت موسیٰ کے تھے پس اسیطرح جناب امیر بھی حیات مین جناب رسالتمآبؐ کے ولیعہد و خلیفہ تھے اور اسوجہ سے بھی کہ خلیفہ کرنا حضرت کا جناب امیر علیہ السلام کو جنگ تبوک مین ثابت ہی اور معزول کرنا ثابت نہین پس خلافت انکی اپنے حال پر باقی رہیگی بخلاف تعیین ابوبکر کے سورۂ براۃ پڑھنے کیواسطے کہ اثناے راہ من معزول کئے گئے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی اسی طرف اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے ؎

وما کان معزولہ غداۃ براءۃ		ولا فی صلوۃ ام فیھا مؤخرا

علیہ فاخفی لابن زید مؤمراً		ولا کان فی بعث ابن زید مؤمراً

ادر فارسی مین شاعر نے کہا ہی رایت بسوے خیبر وآیت بمکہ برد ٭
وین بر دو براشارت پروردگار کرد ٭ اور یہ کہ ولایت وخلافت بعد موت ہی ہوتی ہی
لم یثبت الی الآن ولم یقم علیہ دلیل وبرہان بلکہ ثابت بدلیل خلاف اسکی ہی
اسواسطیکہ حقتعالیٰ نے حضرت آدم کے واسطے فرمایا ہی انّی جاعل فی الارض خلیفہ
حالانکہ حقتعالے حی وقیوم ہی موت وفوت سے ذات اُسکی منزّہ ومبرّا ہی پس اُسکے
بعد خلافت ممکن ہی نہین اور اسوجہ سے بھی کہ حقتعالی نے اسی آیت مین فرمایا
انما ولیکم اللہ ورسولہ پس اگر ولایت مین انتقال شخص اول ضرور ہوتا تو ولایت
جناب رسالتمآبؐ ولایت خدا کے ساتھ کیونکر جمع ہوسکتے پس جسطرح خلافت حضرت
آدمؑ اور ولایت جناب رسالتمآبؐ ولایت خدا کے ساتھ جمع ہوے اسیطرح
ولایت جناب امیرؑ ولایت جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ جمع ہوئی ہی اعتراض
ثالث یہ ہی کہ یہ لفظ عام ہی اور شامل ہر مؤمن کو ہی پس خصوصیت جناب امیرؑ کی
کیا ہی اور اہل تشیع کا یہ کہنا کہ چونکہ حضرت نے حالت رکوع مین خاتم سائل کو
عطا کی تھی پس لامحالہ مراد اس آیت مین والذین امنوا سے وہی ہین یہ
کچھ نہین ہی اسواسطیکہ یہ کیا ضرور ہی کہ آیت مین رکوع سے مراد رکوع اصطلاحی ہو
اور رکوع بمعنے خشوع نہو جیسا کہ حقتعالیٰ فرماتا ہی خطاب کرکے حضرت مریمؑ سے وارکعی مع الراکعین
پس یہان رکوع سے خشوع مراد ہی اسواسطیکہ رکوع نماز مین قبل حضرت کے نہتھا
چنانچہ دوسرے مقام پر فرماتا ہی وخرّ راکعا اور رکوع گرنا نہین ہی پس مراد رکوع
سے خشوع ہی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ رکوع سے مراد رکوع شرعی ہی تو یہ صفت

مدح نرہیگی بلکہ اقامت صلوۃ ہی مین قصور ثابت ہوگا کیونکہ فضیلت نماز یہ ہی کہ نماز افعال غیر صلوۃ سے بالکلیہ خالی ہو غایۃ مافی الباب اگر فعل کثیر نہین ہی تو مفسد نہین ہی مگر تاہم خلاف خضوع وحضور قلب ہی جواب یہ ہے کہ رکوع سے خشوع مراد نہین ہو سکتا اسواسطیکہ اس آیت سے مقصود تعریف وشناخت ولی کی ہی تاکہ جو اُنکو نہ جانتا تھا وہ ان اوصاف کی تطبیق سے پہچانے اور خشوع امور قلبیہ باطینہ سے ہی کہ اُسپر اطلاع ہو نہین سکتی پس بنابرین یہ تعریف لتعریف المجہول بالمجہول ہوگی اور کلام الٰہی مہمل ہو جائیگا اور یہ قول اوسکا کہ فعل غیر صلوۃ اگرچہ کثیر نہ ہو تب بھی کمال مخالف صلوۃ ہی جواب اسکا بعض علمانے اسطرح دیا ہی کہ بذل وعطا جو حضرت سے حال رکوع مین ہوا مصداق قول شاعر ہی ~~ یعطے ویمنع لا تلہیہ سکرتہ عن الندیم ولا تلہوا عن الکاس + اطاعہ شکرہ حتی تمکن من + فعل الصحاۃ فہذا افضل الناس + حاصل جواب یہ ہی کہ اُن جناب نے حال استغراق مین طرف اقدس الٰہی کے جو سائل کیطرف التفات کیا یہ درحقیقت عین توجہ طرف حقتعالی کے تھی اسواسطیکہ غایت اس فعل کی رضاے خدا تھی اور یہ توجہ منافی توجہ کے حق تعالےٰ کے طرف نہ تھے جسطرح سرمستان بادۂ عشق صوری سے عین مستی وسرشاری مین ایسے افعال ہوتے ہین کہ جو ہوشیاری مین ہوتے ہین حالانکہ وہ عاقل جام وندیم سے نہین ہوتے اسی طرح مدہوشان بادۂ عشق حقیقی وسرشاران جام اطاعت الٰہی سے بھی جو افعال ہوتے ہین وہ عین توجہ طرف مطلوب حقیقی ومحبوب اصلی کے ہی اگرچہ نظر مین ان کور باطنون اور بے بصیرتون کے موہم التفات طرف غیر حقتعالی کے ہو تو ہو ~~ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم +

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✣ دوسرے یہ کہ سید نور اللہ نے احقاق الحق مین فرمایا ہی
کہ ممکن ہی کہ اُن جناب پر اُسوقت ایسی حالت طاری ہوئی ہو کہ جو اولیای خدا کو ہوتی ہی
من الوحدۃ فی الکثرۃ والخلوۃ فی الجلوۃ اور عجب ہی کہ اہل تصوف مین سے
نقشبندیہ اس امر کو اپنے واسطے ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین۔ ما خلوت در انجمن
داریم۔ اور اہلسنت اُنکے دعوی کو تسلیم کرتے ہین اور جناب امیرؑ کے باب مین اس
فضیلت سے انکار ہی تیسرے یہ کہ یہ اعتراض درحقیقت خدا پر ہی کیونکہ حقتعالی
تو حالت رکوع مین زکوۃ کے دینے پر مدح کرتا ہی پس اگر یہ فعل منافی صلوۃ ہوتا
تو خدا کیون مدح کرتا۔ مقام ثالث مین اہلسنت یہ عذر کرتے ہین کہ ولایت سے
امامت و خلافت مراد نہین بلکہ نصرت ہی جواب اسکا یہ ہی کہ ابن اثیر نے تحت مین
قول جناب رسالتمآبؐ کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ و من کنت
نبیہ فعلی ولیہ کے لکھا ہی کہ شافعی کہتا ہی کہ مراد یہان ولایت اسلام اور تولی
امور مسلمین ہی اس دلیل سے کہ حقتعالے فرماتا ہی انّ اللّٰہ مولی الّذین اٰمنوا وانّ
الکافرین لا مولی لہم اور عمر نے روز غدیر خم برسم تہنیت جناب امیرؑ سے
عرض کیا بخٍ بخٍ لک یا علی اصبحت مولای و مولی کل مؤمن و مؤمنۃ اور جناب رسولخداؐ
سے حدیث بریدہ مین صحیح بخاری مین منقول ہی کہ اُسکو بغض و عداوت حضرت امیرؑ
سے تھی اور ایک مرتبہ حضرت کے ہمراہ رکاب یمن کیطرف گیا فرأی منہ
جفوۃ فیقصہ عند النبیؐ پس وہ حضرت کی برائی کرتا رہا اور جناب رسالتمآبؐ کا
چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا پس فرمایا حضرت نے یا بریدہ الست اولی بالمؤمنین
من انفسہم قال بلی یا رسول اللّٰہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ

اور جامع الاصول مین دوسری حدیث اسطرح نقل کی ہی ماتریدون من علے
ماتریدون من علی علی منی وانا منہ وھو ولیٌ کل مؤمن بعدی پس ان احادیث
سے صاف ظاہر ہی کہ علیؑ کی بدگوئی نہ کرو کہ وہ تمھارے رئیس و شریف وامیر ہین
پس اگر ولی بمعنے اولی بتصرف و متولی امور کے نہوتا تو استدلال حضرت کے
ناتمام رہتے اور کلام افصح عرب کا مہمل ہوجاتا اسی وجہ سے بریدہ نے بیعت
ابوبکر نکی اور ایک علم نصب کیا سامنے دروازے کے اور جب کسی نے
اُس سے پوچھا کہ یہ علم کیسا ہی تو اُسنے یہی حدیث بیان کی پس اس جگہ سے معلوم ہوا
کہ کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی جو کہ باہم شان مین جناب امیرؑ کے وارد ہوئی
ہین لفظ ولی و مولے اُنمین بمعنے اولی ہی اور اگر یہ تینون لفظین ایک ہی معنون پر
دلالت نکرتین اور معنے ولی اور مولی کے اولی بالتصرف کے نہوتے اور مراد اس سے
دوست یا ناصر ہوتا تو نہ قرآن کو حدیث سے ربط باقی رہتا اور نہ حدیث کو حدیث سے
ارتباط اسواسطیکہ حضرت نے ابتداے حدیث غدیر مین بطور براعت استہلال اور
بطرز تمہید مقال فرمایا ہی السست اولی بکم من انفسکم اور بعد اسکے لفظ مولے
کہنا محض تفنن عبارت ہی اور اگر مراد اس سے دوسرے معنے ہون تو تمہید مخالف
مقصد و مرام ہوگی اور کلام حکیم بوجہ عدم ربط و انتظام انقص کلام عوام کالانعام سے
ہوگا اور قطع نظر اس سے مولی بمعنے اولی محاورات عرب مین شایع ہی کہ قرآن مجید
مین منافقین کے بارے مین وارد ہی ماویٰکم النار ھی مولاکم یعنے مقر و ماوے
منافقین کا نار جہنم ہی اور یہی اُنکے واسطے اولی ہی پس جن معنون سے نار جہنم
مولائی منافقین ہی اُنھین معنو نسے علیؑ مولاے مؤمنین ہین دوسرے یہ کہ ولایت

والامامت ریاست عامہ ہی نیابۃً عن النبی جسطرح کہ نبوۃ ریاست عامہ ہی نیابۃً عن اللہ
اور ریاست و ولایت مطلقہ عامہ مختص حقتعالی ہے چنانچہ مشعر ان معنون کے حدیث
بھی ہی بعض طرق سے جیساکہ فصول مین منقول ہی الا فان اللہ مولائے وانا اولی
بکم من انفسکم والا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آیہ انما ولیکم اللہ
ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھو راکعون
تیسرے یہ کہ حدیث شریف منحل ہوئی ہی طرف شکل اول قیاس منطقی بدیہی الانتاج کے کہ
ہیئت اُسکی یہ ہی کل مؤمن فانا کنت مولاہ وکل من کنت مولاہ فعلی مولاہ نتیجہ یہ ہی
کل مؤمن فعلی مولاہ چنانچہ اسی نتیجۂ کلام کو عمر نے سمجھکر برسم تہنیت خدمت مین
جناب امیرؑ کی ھنیئا لک اصبحت مولای ومولی کل مؤمن و مؤمنۃ
کہا پس اگر مولے کبریٰ مین بمعنی اولی کہ جو مراد صغریٰ مین ہی نہوتا تو حد اوسط مکرر نہوتے
اور حکم متعدی طرف اصغر کے نہوتا اور جو نتیجہ تمھارے فاروق اکبر نے نکالا تھا وہ محض
نتیجۂ نافہمی ہوتا چنانچہ اسی مطلب کو بعض افاضل اہلسنت نے نظم کیا ہی ؎

عبث در معنی من کنت مولا میروی ہر سو		علیؑ مولا بآن معنی کہ پیغمبرؐ بود مولا

پس اگر تمکو ولایت ہمارے مولا علیؑ کی نہین ہی تو کاش رعایت اپنے مولا عمر کی
کرتی اسواسطیکہ جب اُنھون نے حدیث غدیر سنی ہی تو خدمت مین حضرت
امیرؑ کی حاضر ہوکر عرض کیا امسیت یا ابن ابیطالب مولا کل مؤمن ومؤمنۃ
جیساکہ دارقطنی نے لکھا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ امسیت مولا کل مؤمن و مؤمنۃ
سے اُنکے فاروق نے محب و صدیق و ناصر مراد نہین لی تھی کئی دلیلون سے اول یہ کہ صدیق
ومحب و ناصر آپس مین جمیع مؤمنین ہین جیساکہ حقتعالی فرماتا ہی ان المؤمنین بعضھم اولیاء بعض

پس بنا بر اسکے جناب امیرؑ بھی صدیق وناصر ہر مومن کے ہین نہ یہ کہ روز غدیر صدیق وناصر گردانے گئے دوسرے یہ کہ یہ امر خفیف تھا اور معلوم بھی تھا پس اسکی بیان کرنیکے لئے کہ علیؑ تمھارے دوست ہین حقتعالی کی جانب سے تاکید اکید ہونا اور جناب رسالتمآبؐ کا اہتمام کرنا اور لوگون کا روک دینا اور پالان شتر کا منبر بنانا اور خطبۂ طولانی پڑھنا اور بعد اسکی فقط اسقدر کہنا کہ علیؑ تمھارے دوست ہین تطویل بلا طائل بلکہ مثل تحصیل حاصل باطل ہوتا تیسرے یہ کہ مبارکباد دینا دونون صاحبونکا اسبات پر کہ علیؑ دوست مومنین ہین خالی از سفاہت نہ تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ مومن تھے تو اسمیت مولا کل مومن ومومنۃ کہنا اعتراف اسکا تھا کہ آپ رئیس ہمارے بھی ہین تو وہ خلیفہ نہ ٹھیرے اور اگر وہ مومن نہ تھے کافر تھے تو حضرت انکے رئیس بھی نہ تھے خیر اگر اسمین حضرت کی ریاست ثابت نہوئی تو نہو انکا کفر تو ثابت ہو گیا ؎

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی	گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

چوتھے یہ کہ اگر یہی معنے مراد ہون تو حضرت کی کوئی فضیلت اصحاب رسالتمآب پر نہین نکلتی پھر حرث بن نعمان نے کیون حضرت سے شکایتہً کہا یا محمد امرتنا بالتوحید والصلوۃ والزکوۃ والصوم والحج فتقبلناھا پھر بھی اسپر آپ راضی نہوے اور علیؑ کو فضیلت ہمپر دیدی اور انکو ہمپر ولی وحاکم کردیا اور ہمارے جملہ امور کا انکو مالک ومختار گردانا یہانتک کہ انکی ولایت کو قرین معرفت وعبادت پروردگار کیا اور ولی بمعنے معتق اسوجہ سے نہین ہوسکتا کہ اگر معنے حقیقی مراد لئے جائین تو مومنین سب غلام کہان تھے کہ حضرت انکو آزاد کرتے اور بعض ناصبی مولا کو بمعنے جار کہتے ہین اور رافع اس احتمال کا یہ ہے کہ حضرت کا کوئی جار یعنے ہمسایہ نہ تھا

کہ جناب امیرؑ اُسکے ہمسایہ ہوتے اور بعد تسلیم ہم یہ کہینگے کہ یہ اہتمام اظہار رفع شان وصی کے واسطے تھا اور اس کہنے سے کہ علیؑ میرے ہمسایہ کے ہمسایہ ہین کوئی فتحباب فضیلت نہین بلکہ جو نفس ایسے شخص کا ہو جسکے لیئے سایہ نہو اُسکو ہمسایہ کا ہمسایہ کہنا کسر شان اُسکے ہے نہ رفع مکان دوسرے یہ اظہار کرنا مقصود تھا کہ علی ہمسایہ ہین ہمسایہ نبیؐ کے تو اسمین تکمیل دین مبین کیونکر متصور ہی حالانکہ حقتعالے نے بعد اسکے کہ جناب رسالتمآبؐ حضرت امیرؑ کو روز غدیر وصی و وزیر اپنا کر چکے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فرمایا اور حضرت نے شکر مین اس نعمت عظمیٰ اور موہبت کبریٰ کے الله الله علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرب برسالتی والولایۃ لعلی فرمایا اور بعد اسکے ارشاد کیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ والوا علیا وخذوا دینکم عنہ وان ساء شیا طینکم فھو الذی انزل فی شانہ الیوم اکملت لکم دینکم پس صاف ظاہر ہی کہ فقط اقرار ربوبیت اور نبوت ورسالت تکمیل دین مبین اور استحقاق بہشت برین مین کافی نہین جبتک کہ اقرار ولایت امیر المومنین علیہ السلام نہو

فقط

الحدیث الحسن یہ رسالہ جناب قبلہ وکعبہ نے تحقیق مین اس امر کی تحریر فرمایا ہی کہ روایات ضعیفہ کا پڑھنا فضائل ومصائب ائمہ ہدیٰ علیہ التحیۃ والثنا مین جسوقت کہ وہ روایت کسی معتبر کی کتاب مین مندرج جائز ہے چنانچہ رسالۂ ہذا طبع ہو کر شائقین کو وقت طلب تقسیم کیا جاتا ہی

جناب ممدوح الصدر نے ایک شرح زبدۃ الاصول کی نہایت تحقیق کے ساتھہ بعبارت سہل اُردو زبان مین تحریر فرمائی ہی اس کتاب کے دیکھنے سے خوبی تحریر شائقین پر ظاہر ہو سکتے ہی کہ کن مطالب دقیقہ کو کس سہولت سے بیان فرمایا ہی جسکے ادراک مین اکثر عقول قاصر تھے گو کہ بظاہر کتاب زبدۃ الاصول ایک مختصر کتاب ہے مگر منطوی بدقائق و نکات وحقائق ومشکلات ہی انشاء اللہ یہ کتاب بھی عنقریب طبع ہونی والے ہے

ایک رسالہ عملیہ جناب مستطاب مدظلہم العالی کا حسب فرمائش بعض امراے والاشان ورئساے گرامی مکان جمع ہو چکا ہی متعلق مسائل ضروریۂ دین مثل صوم وصلوۃ کے انشاء اللہ وہ بھی طبع کیا جاتا ہی

جناب استاد السلطان سید فضل حسن خانصاحب مرحوم المتخلص بہ نصیر لکھنوی کے کلام بلاغت نظام کا ازبسکہ ایک عالم مشتاق ہی اور اکثر شائقین کلام جناب مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے واسطے اشاعت وطبع منظومات ومنثورات کے اُنکے خلف الصدق جناب اُستادی مولوی سید رضا حسین صاحب سے استدعاے بلیغ کی لہذا بحسب خواہش

شائقین اوراق انتظار و مشتاقان ذوی الابصار مژدہ طبع نتائج افکار جناب مغفرت مآب دیا جاتا ہی کہ عنقریب محلی بطبع ہوکر شائع و مشتہر ہونگے اور نظر لطف جوہر شناسان سخنوری سے امید قوی ہی کہ معائنہ کلام بلاغت نظام سے بکمال محظوظ و مستفید ہونگے کیونکہ یہ وہ جناب ہین کہ علم فارسی مین مثل و نظیر انکا آج تک کوئی نہین ہوا جنکے باعث سے اہل ہندوستان کو فخر کرنا بجا و زیبا ہے امید قوی ہی کہ انشاء اللہ حضرات بہت جلد نسخے اس کتاب کے طلب فرمائینگے۔

اشتہار

حق تالیف کتاب ہذا جناب قبلہ و کعبہ سید آلن صاحب مدظلہم العالی مؤلف رسالہ ذ بنام راقم ہبہ کیا ہی لہذا کوئی صاحب بدون اجازت راقم قصد طبع نفرمائین اور بحسب منشاء ایکٹ نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء دفعہ ۲۵ رجسٹری باضابطہ اسکی کرادی جائیگی

احمد حسن

اس حقیر نے ایک رسالہ مسمی معین المعالجین ہین ادویہ مفردہ و نسخہ مجربہ اساتذہ کرام جو سینہ بسینہ چلی آتی تھی جمع کئی ہین اور اپنے خیال مین ایسے طریق کو اختیار کیا ہی جسکی وجہ سے طلاب کو حفظ افعال و خواص ادویہ مین نہایت سہولت ہو انشاء اللہ عنقریب طبع ہو کر ملاحظہ شائقین مین پیش کیا جائیگا اور امید خدا سے ہی کہ نہایت مطبوع خاطر ہوگا اور طلاب علم طب بشوق تمام ملاحظہ فرمائینگے فقط

خادم المرضی احمد حسن

غلطنامہ کتاب بنائے الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۷	کرے اگر	کرے	۲۸	۹	اخدہ	اخذہ	۵۴	۴	بناسری	بنابراس
۹	۹	دنینہ	دنیۃ	۳۲	۹	خالف	خائف	۵۷	۳	یجلبہ	یجبہ
۹	۱۹	مرلب	مرکّب	۳۲	۱۴	رہنا	رہتا	۶۱	۱۵	سلے	کے
۱۲	۵	بشمالی الخ	بشمالی	۳۳	۱۲	فرائضہ	فرائـہ	۶۵	۸	فی حمان	فی ظمان
۱۳	۸	طہارت کو	طہارت کے	۳۴	۷	کہ یا وری	اوریہی	۶۷	۳	ایمامین	المیامین
۲۲	۹	یبداء	بیداء	۳۶	۱	اتقوادا	اتقوا اذا	۶۹	۱۴	انکسار	انکسار کے
۲۲	۱۹	وانظم	وظم	۳۶	۱۷	گنج وزر	گنج زر	۷۵	۱۶	ودّ	وود
۲۳	۱	الثانیہ	بالثانیہ	۳۷	۵	ہونا	ہوتا	۷۶	۷	لہلاے	کہلاے
۲۳	۲	المنادی	المناد	۳۹	۱۷	کرکے	×	۷۸	۱۲	کیاہر	کیاہے
۲۳	۷	حملوہ	مملوۃ	۴۲	۱۹	بے ثابانہ	بے تابانہ	۷۹	۱۰	مھٹنے	پھٹنے
۲۳	۸	انتم	انماانتم	۴۳	۹	لیتے	لیٹے	۷۹	۱۰	حریر	جریر
۲۴	۱	تشبتہ	تشبیہ	۴۸	۳	مائین	فرمائین	۸۰	۱۵	مفرو	مفر
۲۵	۷	اذان	اذن	۴۸	۱۰	حسن	امام حسن	۸۲	۳	انگستہی	انگشتری

۱۸۷۲

~~۲۲۲~~

ثناء الاسلام

۱۸۷۳

~~۲۲۲۳~~

افادات المؤمنين